بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۳۲

الفضل قادیان

خطبہ نمبر (۱۸)

ایڈیٹر:- غلام نبی ——— یوم سہ شنبہ

نمبر ۱۴۹	۳۰- جون سنہ ۱۹۴۲ء	۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۳۶۱ھ	۳۰- ماہ احسان ۱۳۲۱ ہش	جلد ۳۰

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۸ ماہ احسان ۱۳۲۱ ہش سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج سوا نو بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت نسبتاً اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو سر درد کی شکایت ہے۔ حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے دعا فرمائیں

آج بعد نماز عصر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے پیر فضل الرحمن صاحب کا نکاح حنفیہ بیگم بنت جناب حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی کے ساتھ مبلغ تین صد روپیہ مہر پر پڑھا۔ نیز مرزا عبد الحمید صاحب کا نکاح غلام فاطمہ بنت عنایت شاہ صاحب قادیان سے پانچ صد روپیہ مہر پر پڑھا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ بعد نماز مغرب مسجد اقصیٰ میں ایک جلسہ زیر صدارت حضرت میر محمد اسحاق صاحب ہوا۔ جس میں دس طلباء مدرسہ احمدیہ نے مختلف مضامین پر تقاریر کیں۔

خُطبۂ جمعہ

داڑھی مُنڈانے والے احمدی شکست خوردہ ذہنیت رکھتے ہیں

انہیں جماعت کے کسی عہدہ کے لئے منتخب نہ کیا جائے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۹- ماہ احسان ۱۳۲۱ ہش مطابق ۱۹- جون ۱۹۴۲ء

— مرتبہ:- مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل —

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

میں نے پہلے بھی جماعت کے دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ ہماری جماعت کوئی انجمن یا اسی قسم کا اور کوئی نظام نہیں ہے۔ بلکہ

ایک مذہبی نظام

ہے۔ جو اپنے ساتھ ایک شریعت رکھتا ہے قرآن کریم کی شریعت جو قیامت تک جاری رہنے والی ہے۔ پس ہماری جماعت کے افراد کو اپنے کاموں میں اور اپنی گفتگو ؤں میں اس امر کو ہمیشہ ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ کہ دُنیا میں

اسلامی شریعت کا قیام

اور اُس کا احیاء ہو۔ مُونہہ سے احمدی احمدی کہہ دینے سے کچھ نہیں بنتا۔ جب تک کہ ہم اپنے معاملات اور اپنے تعلقات اور اپنی ہیئت اور اپنی شکل کو احمدیت اور اسلام کے مطابق نہ بنائیں۔

اس وقت

اسلام پر چاروں طرف سے حملے

ہو رہے ہیں۔ اور مغربیت اسلام کے رہے سہے نشانوں کو بھی مٹا دینا چاہتی ہے۔ کہیں مغربی فلسفی اسلام کے اُس والہانہ تعلق کو جو وُہ بندے اور خدا کے درمیان پیدا کرتا ہے۔ تباہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ کہیں مذہبی تمدّن اور اسلامی شریعت کو ایک ناقابل برداشت بوجھ بنا رہا ہے اور کہیں مغربی دستور العمل اور طریقہ اور فیشن اسلام کے بتائے ہوئے طریقوں کی محبت دلوں سے مٹا رہا ہے۔ پس ہر وُہ شخص جو اس فلسفے سے متاثر ہوتا ہے۔ وُہ اتنا ہی اسلام کو چھوڑ دیتا ہے۔ ہر وُہ شخص جو اس مغربی تمدن سے متاثر ہوتا ہے۔ وُہ اسی قدر اسلام سے دُور ہو جاتا ہے۔ اور ہر وُہ شخص جو اس فیشن کو اختیار کرتا ہے جسے مغرب نے پیش کیا۔ وُہ اتنا ہی اپنے آپ کو اسلام سے نکال دیتا ہے۔ اور اپنے عمل سے اسلام اور احمدیت کو کمزور کرنے کا موجب بنتا ہے۔ کئی لوگ

قسم قسم کے حیلے اور بہانے

تراش کر یورپ کے فلسفے۔ یورپ کے تمدن یا یورپ کے فیشن کے آگے ہتھیار ڈال دیتے ہیں۔ اور اپنے ان اعمال کے لئے دُنیا کے سامنے بہانے پیش کرتے ہیں۔ مگر ان بہانوں سے اسلام کی تقویت کسی صورت نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ان بہانوں سے اُن کی بریت ثابت ہو سکتی ہے۔ بہر حال اُن کے اعمال کے نتیجہ میں اسلام اتنی ہی شکست کھا کر پیچھے ہٹتا ہے۔ اور اتنا ہی دُشمن اسلام پر حملہ کرنے کے لئے دلیر ہوتا ہے۔ یقیناً وُہ اس کے اثر سے متاثر ہوتے ہیں۔ جب ایک یوروپین ایک مسلمان کو اپنے فیشن کے لحاظ سے۔ یا اپنے تمدّن کے لحاظ سے یا اپنے فلسفہ کے لحاظ سے یا اپنی سائنس کے لحاظ سے اس کے مقام سے ہٹا دیتا ہے۔ تو اس کے دِل میں یہ یقین پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ

اسلام شکست کھا رہا ہے

اور وُہ زیادہ جرأت اور زیادہ دلیری سے اسلام پر حملہ کرتا ہے۔ اور اُس کی اس جرأت اور دلیری کا ذمہ وار وُہ مسلمان ہوتا ہے جس نے اس کی نقل کی۔ پس اس کے نتیجہ میں اسلام کو حقیقی شکست ہوتی ہے اس کا ذمہ وار وُہی مسلمان ہوتا ہے۔ اور وُہ مسلمان کہلانے والا۔ اپنے اسلام پر الحمد للہ کہنے والا۔ اور اپنے آپ کو غلط طور پر رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی طرف منسوب کرنے والا در حقیقت سوفی صدی مجرم۔ اور مفسد ہوتا ہے۔

میں جب ولایت گیا

تو ہمارے ایک مبلغ نے اپنے دل کی کمزوری کی وجہ سے جاتے ہی مجھے اس بات کی رغبت دلانی شروع کر دی۔ کہ ہیٹ تو نہیں۔ مگر کوٹ پتلون یہاں ضرور پہننا چاہیئے۔ ورنہ لوگوں پر بُرا اثر پڑے گا۔ اور احمدیت کی تبلیغ کو نقصان پہونچے گا میں یہاں سے جاتی دفعہ اپنے لئے گرم پاجامے بنوا کر لے گیا تھا۔ اور گرم پاجامے ہمارے ملک میں عام طور پر پتلون کے مشابہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ اگر زیادہ کپڑا لگا یا جائے۔ تو پاجامہ بوجھل ہو جاتا ہے۔ عام طور پر ہمارے ملک میں لوگ لٹھے کی سلوار پہنتے ہیں۔ گو بعض علاقوں میں تنگ پاجامے کا بھی رواج ہے۔ مگر بہر حال سلوار پہننے والے۔ اور تنگ پاجامہ پہننے والے دونوں ہی جب گرم پاجامے بنواتے ہیں۔ تو وُہ تنگ ہوتے ہیں۔ اور اپنی شکل میں پتلون کے مشابہ ہوتے ہیں۔ وہاں چونکہ سردی شدید ہوتی ہے۔ اس لئے وہاں کی سردی کی شدت کی وجہ سے میں یہاں سے گرم پاجامے بنوا کر لے گیا تھا۔ مگر جب ہمارے اس مبلغ نے مجھے یہ مشورہ دیا۔ تو میں نے پتلون بدل لیا ہیاں۔

کہ وہی ابلیس جس نے پہلے حوا کو بہکا کر آدم کو پھسلانے کی کوشش کی تھی۔ اسی ابلیس نے ہمارے اس مبلغ کو بہکایا ہے۔ اور وہ چاہتا ہے۔ کہ اب مجھے بھی بہکانے کی کوشش کرے۔ چنانچہ میں نے اسی وقت نیت کر لی۔ کہ اب میں گرم پاجامہ بھی یہاں نہیں پہنوں گا۔ گو گرم پاجامے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی پہن لیا کرتے تھے۔ اور اس ملک میں گرم پاجامہ پہننے کے یہ معنی ہرگز نہیں تھے۔ کہ انگریزی تمدن سے ڈر کر یا انگریزوں کو خوش کرنے کے لئے میں نے ایسا پاجامہ پہنا ہے۔ اور گو میرا یہ فعل سردی کی وجہ سے ہوتا نہ کہ مغربیت کا اثر قبول کرنے کی وجہ سے مگر چونکہ لوگوں کے دلوں میں اس سے یہ خیال پیدا ہو سکتا تھا۔ کہ

مغربی تمدن سے تھوڑی سی صلح

کر لی گئی ہے۔ اس لئے بتنا بتنا وہ مبلغ اس بات پر زور دیتے۔ کہ خدا کے لئے سلوار چھوڑ دیں لوگ ہنستے ہیں۔ اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ گویا آپ ننگے پھر رہے ہیں۔ اتنا ہی میرا دل اس بات پر اور زیادہ مضبوط ہو جاتا۔ کہ میں اس ملک میں اب سلوار پہننا نہیں چھوڑونگا۔ خواہ یہاں کے رہنے والے یہی سمجھیں۔ کہ ہم ننگے پھر رہے ہیں انگریزوں میں دستور ہے کہ کرتا پاجامہ ان کے نزدیک

رات کا لباس

ہوتا ہے۔ اور یہ ان کے دلوں پر اتنا حاوی ہے۔ کہ ہمارے ایک مبلغ نے جو امریکہ میں بھی رہ چکے ہیں۔ مجھے سنایا کہ ایک دن آٹھ نو بجے کے قریب وہ اپنے کمرہ میں بیٹھے تھے۔ کہ دو عورتیں آئیں۔ اور انہوں نے دروازہ پر دستک دی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ وہ اسلام کے متعلق بعض مسائل معلوم کرنا چاہتی ہیں ہمارے وہ مبلغ اسوقت ہندوستانی لباس میں تھے۔ مگر ان عورتوں کے جوش اور اخلاص کو دیکھ کر وہ نہائت شوق سے نیچے اترے۔ اور انہوں نے سمجھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے شکار بھیجا ہے۔ مگر جونہی عورتوں نے ان کو دیکھا۔ وہ چیخیں مارتی ہوئی گلی میں بھاگ گئیں۔ اور شور مچانے لگ گئیں۔ کہ ایک پاگل ننگا نکل آیا ہے۔ اس شور پر بہت سے لوگ جمع

ہو گئے۔ ہمارے اس مبلغ نے بتایا۔ کہ میں تو انہیں تبلیغ کرنے کے لئے آیا تھا۔ مگر یہ دیکھتے ہی بھاگ گئیں۔ آخر ایک لمبی گفتگو کے بعد یہ راز کھلا۔ کہ دراصل

ہندوستانی لباس

پہننے کی وجہ سے انہیں ننگا قرار دیا گیا ہے۔ مگر میں ولائت میں اسی لباس میں رہا۔ ایک دن کچھ معززین مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔ جن میں سے ایک سر ڈینی سن راس تھے۔ جو اورنٹیل کالج لنڈن کے پرنسپل تھے۔ اب وہ فوت ہو چکے ہیں۔ ہمارے سلسلہ سے ان کے نہائت اچھے تعلقات تھے۔ اور وہ ایشیائی مضامین کے متعلق انگلستان میں اہم اتھارٹی سمجھے جاتے تھے۔ ان کے ساتھ کچھ اور پروفیسر علم دوست اصحاب اور ریلیجس کانفرنس کے سیکرٹری وغیرہ بھی تھے۔ باتوں باتوں میں میں نے ان سے لباس کا ذکر شروع کر دیا اور کہا کہ ہمارے ایک مبلغ مجھے مجبور کر رہے ہیں۔ کہ میں اپنے لباس کو ترک کر دوں۔ کیونکہ انگریز اسے بُرا سمجھتے ہیں اور میں اس بات پر اصرار کرتا ہوں۔ کہ میں یہی لباس رکھوں گا۔ آپ ہمارے دوست ہیں۔ آپ بے تکلفی سے بتائیں۔ کہ آپ کے ملک پر ہمارے لباس کا کیا اثر پڑتا ہے۔ اور لوگ اسے کیسا سمجھتے ہیں۔ کچھ ہچکچاہٹ کے بعد انہوں نے کہا۔ کہ ہاں بُرا تو سمجھتے ہیں۔ میں نے کہا کیوں؟ کہنے لگے اس لئے کہ یہ لباس ہمارے ملک کا نہیں ہم لوگ جو ہندوستان کو دیکھ آئے ہیں۔ اس لباس پر کسی قسم کا تعجب نہیں کرتے۔ مگر باقی لوگ جنہوں نے ہندوستان کو نہیں دیکھا وہ اس لباس کو

ایک عجیب سی چیز

سمجھتے ہیں۔ اور ایسے ہی دیکھتے ہیں جیسے کوئی تماشہ ہوتا ہے۔ میں نے ان سے کہا۔ کہ آپ لوگ جب ہمارے ملک میں جاتے ہیں۔ تو ہمیں بھی آپ کا لباس تماشہ معلوم ہوتا ہے۔ کیا آپ اپنا لباس چھوڑ کر ہمارا لباس پہننے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا ہم تو نہیں کر سکتے۔ میں نے کہا جب آپ ایسا نہیں کر سکتے تو آپ یہ امید کس طرح کر سکتے ہیں۔ کہ ہندوستانی

اپنے لباس کو چھوڑ دیں۔ اور وہ یہاں آکر آپ کا لباس اختیار کر لیں۔ کیا اسکی وجہ یہی نہیں کہ آپ چونکہ حاکم ہیں۔ اس لئے آپ سمجھتے ہیں۔ کہ ہمارا کام یہ نہیں۔ کہ ہم دوسرے ملک میں جا کر لوگوں کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھیں۔ مگر ان کا فرض ہے۔ کہ وہ ہمارے ملک میں آکر ہمارے جذبات اور احساسات کا خیال رکھیں پھر میں نے ان سے کہا۔ جب کوئی شخص ہندوستانی لباس کو ترک کر کے انگریزی لباس اختیار کر لیتا ہے۔ تو کیا آپ کے دل کے اندرونی گوشوں میں یہ احساس نہیں ہوتا۔ کہ یہ ایک

شکست خوردہ اور ذلیل شکار

ہے۔ ہنس کر کہنے لگے ہم سمجھتے تو یہی ہیں۔ کہ وہ ڈر کر ہمارے ماتحت ہو گیا ہے۔ پھر میں نے ان سے کہا اس لباس کی تبدیلی میں جو نفسیاتی نکتہ ہے۔ وہ درحقیقت یہی احساس ہے۔ جو آپ لوگوں کے دلوں میں ہوتا ہے کہ یہ ایک شکار ہے جسے ہم نے اپنے خیال کے مطابق بنا لیا ہے۔ اور اب اس میں مقابلہ کی طاقت نہیں رہی۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ جو لوگ دوسروں کے تمدن کو اختیار کر لیتے۔ اور ان کی نقل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ وہ انہی کے غلام بن کر رہ جاتے ہیں۔ اور خود ذمہ داری کا احساس ان کے دلوں سے جاتا رہتا ہے۔ اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ ہندوستانی لباس میں اگر انگلستان کے لوگوں کے سامنے کوئی شخص جاتا ہے۔ تو وہ انہیں اچھا معلوم نہیں ہوتا مگر یہ صرف انگریزوں پر ہی منحصر نہیں۔ ہمارے ملک میں بھی جب

کوئی غیر ملکی کسی اور لباس میں

آتا ہے۔ تو لوگوں کو وہ اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ انگریز چونکہ ہندوستان میں ایک عرصہ سے ہزاروں کی تعداد میں رہتے ہیں۔ اس لئے ان کا لباس ہندوستانیوں کو بُرا معلوم نہیں ہوتا۔ مگر چینی چونکہ ہمارے ملک میں کم آتے ہیں۔ اس لئے اگر کوئی چینی آ جائے تو عورتیں اور بچے اپنے گھروں سے نکل نکل کر اسے تماشہ کے طور پر دیکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ کیونکہ چینیوں کی اسی طرح چوٹی ہوتی ہے۔ جس طرح عورتوں کی ہوتی ہے۔ اور پھر ان کے پاجامے گھگھرول

کی طرح ہوتے ہیں۔ لوگ ان کو دیکھتے اور حیران ہوتے ہیں۔ کہ ایک مرد نے عورت کا لباس کیوں پہن رکھا ہے۔ تو صرف عادت کے نہ ہونے کی وجہ سے بعض دفعہ کوئی چیز عجیب لگتی ہے۔ حالانکہ وہ عجیب نہیں ہوتی۔ اور قدرتی طور پر انسان چاہتا ہے کہ دوسرا شخص میری نقل کرے۔ حالانکہ اس قسم کی نقل عقل کے بغیر ہوتی ہے۔ اور وہ اس بات کی کوئی دلیل نہیں دے سکتا۔ کہ دوسرا شخص کیوں پاجامہ نہ پہنے اور پتلون پہنے یا پگڑی چھوڑ دے۔ اور ہیٹ پہننا شروع کر دے۔ اگر کوئی

نقل عقل کے مطابق ہو

تب تو اسے درست تسلیم کیا جا سکتا ہے لیکن جو نقل عقل کے بغیر ہوتی ہے۔ وہ ضرور انسان کو حقیر بنا دیتی ہے۔ اور گو ظاہری طور پر انسان کتنا ہی معزز ہو کر دوسروں کی سوسائٹی میں رہے۔ مگر وہ اپنے دل میں یہ ضرور محسوس کرتے ہیں۔ کہ یہ ایک کمزور دل کا آدمی ہے۔ جس نے ہمارے اثر کو قبول کر لیا ہے۔ اور لوگ دراصل انہی کا اثر قبول کرتے ہیں۔ جن کے تمدن کو وہ اپنے تمدن سے بہتر سمجھتے ہیں۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ راستے جو سرحد سے ہمارے ملک میں آتے ہیں۔ لوگ ان کا لباس اختیار نہیں کرتے یا چینیوں کا لباس کیوں نہیں پہنتے۔ یا جاویوں کے لباس کو کیوں اپنا لباس نہیں بنا لیتے یا افریقہ کے لوگوں کے لباس کو اپنے لباس پر کیوں ترجیح نہیں دیتے۔ اسی وجہ سے کہ ان پر ان کے تمدن کا اثر نہیں ہوتا۔ یہ نہیں کہ ان کا لباس یورپین لوگوں سے کسی دلیل کے رو سے ادنےٰ ہوتا ہے۔ بلکہ اس کی وجہ صرف یہی ہوتی ہے۔ کہ تمدنی لحاظ سے چینیوں یا جاویوں یا افریقی لوگوں کے لباس کو اختیار کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہوتی۔ پس جو لوگ

انگریزی لباس کی نقل

کرتے ہیں۔ وہ انگریزی لباس کی کسی خوبی کی وجہ سے اس کی نقل نہیں کرتے۔ بلکہ اس لئے کرتے ہیں کہ انگریز حاکم ہیں۔ اور وہ ہندوستانی بندر کی طرح ان کے نقال بننا چاہتے ہیں۔ انگریز تو اس بات پر مجبور ہیں۔ کہ وہ خواہ ہندوستان میں رہیں۔

اپنے قومی لباس کو ترک نہ کریں۔ مگر جو ہندوستانی ان کے لباس کی نقل کرتا ہے۔ وُہ ضرور نقال ہوتا ہے۔ پھر بھی جہاں تک ایسے احکام کا تعلق ہے جن میں ہماری شریعت روک نہیں بنتی۔ ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ چلو اگر کسی نے ایسی بات نقل کر لی ہے۔ تو کیا ہوا۔ مثلاً اگر کسی ہندوستانی کو انگریزوں سے مل کر رہنا پڑتا ہے۔ اور وُہ اکثر انہی کی سوسائیٹی میں رہتا ہے۔ تو وُہ اگر انگریزوں کا لباس پہن لیتا ہے۔ تو ہم سمجھ سکتے ہیں۔ کہ وُہ مجبور ہے۔ اس کا زیادہ تر تعلق چُونکہ ہندوستانیوں کی بجائے انگریزوں سے ہے۔ اور انگریزوں کے ہاں اس کا آنا جانا اکثر رہتا ہے۔ اس لئے اگر اس نے انگریزوں کا لباس اختیار کر لیا ہے تو یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ ہماری شریعت نے اس سے منع نہیں کیا۔ گو بعض لوگ اس قسم کے بھی ہوتے ہیں۔ جن کا انگریزوں سے اس قسم کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اور پھر بھی وُہ انگریزی لباس پہنے پھرتے ہیں۔ ہمیں قریب سے ایک گاؤں کا ایک

نیم پاگل لڑکا

ہے۔ جو ہمیشہ کوٹ پتلون پہنتا ہے۔ اس کے سارے رشتہ دار دھوتی اور لنگوٹی باندھے پھرتے ہیں۔ مگر اُسے کوٹ پتلون کے بغیر کوئی لباس پسند ہی نہیں آتا۔ مجھے ہمیشہ اُسے دیکھ کر ہنسی آتی ہے۔ اور میں سمجھتا ہُوں۔ کہ یہی

بندروں والی نقل

ہے۔ اگر کسی کو ہمیشہ انگریزوں سے مل کر رہنا پڑتا ہے۔ تو اُن کے احساسات اور جذبات کا خیال رکھنے کے لئے اگر وُہ انگریزی لباس پہن لیتا ہے۔ تو یہ اور بات ہے۔ مگر دُوسرے لوگ جو انگریزی لباس پہننے کے عادی ہیں۔ ان کا انگریزی لباس پہننا محض ایک نقل ہوتی ہے اور وُہ دُوسرے لباسوں کو اس لئے اختیار نہیں کرتے۔ کہ ان کے دِل پر انگریزی لباس کا ہی رُعب ہوتا ہے۔ اور لباسوں کا رُعب نہیں ہوتا۔ بلکہ اگر کسی اور لباس کی وُہ کسی اور کو نقل کرتے دیکھیں۔ تو شاید وُہ خود بھی اس پر ہنسنے لگ جائیں۔ مجھے ہمیشہ

ایک لطیفہ

یاد رہتا ہے۔ جو مَیں پہلے بھی بعض دوستوں کو سُنا چکا ہُوں۔ کہ ۱۹۱۸ء میں جب انفلوئنزا کا شدید حملہ ہُوا۔ تو مجھ پر بھی اس کا شدت سے حملہ ہُوا۔ اور کئی سال تک میری طبیعت کمزور رہی۔ میں ایک دفعہ آب و ہوا کی تبدیلی کے لئے دریا پر گیا ہُوا تھا۔ کہ ایک دوست نے اپنے متعلق ذکر کیا۔ کہ میں ریوڑیاں بڑی اچھی بنا لیتا ہُوں۔ اور مذاق میں بعض لوگ کہہ رہے تھے۔ کہ ریوڑیاں ان کے گھر کے لوگ اچھی بناتے ہیں۔ یہ تو صرف دیکھنے والے ہیں۔ اس پر کچھ اُن کو غیرت آئی اور کچھ لوگوں نے زور دیا۔ آخر گُڑ اور تِل منگوائے گئے۔ اور انہیں ریوڑیاں بنانے کے لئے کہا گیا۔ پھیروچیچی میں ان دنوں احمدیہ سکول ہُوا کرتا تھا۔ اس کے کمروں میں ہم ٹھہرے ہُوئے تھے۔ ایک کمرہ میں مَیں لیٹا ہُوا تھا۔ اور ہمارے دوست

عبدالاحد خان صاحب افغان کابلی

مجھے یاد ہے تھے۔ کہ ریوڑیاں تیار ہونے میں دیر ہو گئی۔ اور جتنے عرصہ میں ہم سمجھتے تھے۔ کہ ریوڑیاں تیار ہو جائیں گی۔ اس سے کچھ زیادہ وقت ہو گیا۔ اور آخر ہوتے ہوتے ساڑھے نو دس بجے رات کا وقت آ گیا۔ میں نے کہا۔ میاں عبدالاحد خان جاؤ اور دیکھو۔ کہ کیا ہُوا۔ اتنی دیر کیوں ہو گئی ہے۔ انہوں نے آ کر کہا۔ کئی دوست بیٹھے ہُوئے ہیں۔ گاؤں کے لوگ بھی موجود ہیں۔ مگر جو گُڑ ہے۔ وُہ راب کی طرح پتلا ہو گیا ہے۔ اور کبھی ایک کو چکھایا جاتا ہے۔ اور کبھی دُوسرے کو۔ کوئی کہتا ہے۔ یہ آدمیوں کے کھانے کے قابل نہیں رہا۔ یہ تو گدھوں کے آگے ڈالنے کے قابل ہے۔ اور کوئی کہتا ہے۔ گھوڑوں کے آگے ڈال دو۔ غرض اسی طرح کی باتیں ہو رہی ہیں۔ یہاں تک تو انہوں نے بڑی سنجیدگی سے باتیں کیں۔ اس کے بعد کہنے لگے

اور دَرد صاحب

اور یہ کہکر وُہ بے اختیار ہو کر ہنس پڑے ان کی عادت نہیں۔ کہ میرے سامنے اس طرح ہنسیں۔ مگر وُہ اس وقت بے اختیار ہو کر ہنس پڑے۔ اور جیسے کہتے ہیں۔ ہنستے ہنستے پسلیاں ٹُوٹ گئیں۔ یہی کیفیت ان کی تھی وُہ ہنستے چلے جاتے تھے۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وُہ ہنستے ہنستے گر جائیں گے۔ آخر مَیں نے کہا۔ درد صاحب کو کیا ہُوا۔ وُہ کہنے لگے۔ درد صاحب۔ اور پھر ہنسنے لگ گئے۔ میں حیران ہُوا۔ کہ آخر ہُوا کیا۔ جو ان کی ہنسی نہیں رُکتی۔ میں نے کہا۔ میاں عبدالاحد خان درد صاحب کی کیا بات ہے اس پر وُہ کچھ ہنسی کو ضبط کر کے کہنے لگے۔ درد صاحب۔ اور پھر ہنسنے لگ گئے۔ آخر میں نے کہا۔ یہ کیا لغو طور پر ہنس رہے ہو سیدھی طرح کیوں نہیں بتاتے۔ کہ ہُوا کیا۔ اس پر انہوں نے بڑی مشکل سے رُک رُک کر اور سینے کو ہاتھ سے دبا دبا کر کہا کہ درد صاحب

عورتوں والی

پر بیٹھے ہیں۔ میں اس پر اور حیران ہُوا۔ کہ یہ "عورتوں والی" کیا چیز ہے۔ مگر میں نے سوچا۔ کہ اب ان سے کچھ پوچھنا فضول ہے۔ خود ہی دیکھنا چاہیئے۔ چنانچہ کمرہ کی کھڑکی کھولی۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ درد صاحب بڑے آرام سے ایک پیڑھی پر بیٹھے ہیں۔ پٹھانوں میں چونکہ مرد پیڑھی پر نہیں بیٹھتے۔ بلکہ عورتیں بیٹھتی ہیں۔ اس لئے میاں عبدالاحد خان صاحب کے نزدیک درد صاحب کا

پیڑھی پر بیٹھنا

ایسی ہی حرکت تھی۔ جیسے ہمارے ملک میں کہتے ہیں۔ کہ فلاں کا مونہہ کالا کر کے اور گدھے پر سوار کر کے شہر میں پھرایا گیا۔ اُن کے نزدیک درد صاحب جیسا عالم آدمی چونکہ عورتوں والا کام کر رہا تھا۔ اس لئے یہ بات اُن کے نزدیک سخت ہنسی کا موجب تھی۔ مگر ہمارے ملک میں عام طور پر مرد پیڑھی پر بیٹھ جایا کرتے ہیں۔

اب دیکھو۔ یہ ایک رواج ہے جو ہمارے ملک میں پایا جاتا ہے۔ مگر میاں عبدالاحد خان صاحب کو یہ خیال نہیں آیا۔ کہ وُہ خود بھی پیڑھی لے کر بیٹھ جائیں۔ بلکہ اپنے رواج کے مطابق انہوں نے درد صاحب کا پیڑھی پر بیٹھنا ہنسی کا موجب سمجھا۔ تو مختلف ملکوں میں مختلف رواج ہوتے ہیں۔ اور انسان ان سب رواجوں کی نقل نہیں کرتا۔ نقل انہی کی کرتا ہے جس کو اپنے دل میں عظمت دے دیتا ہے۔ اور

نقل کے معنے

یہ ہوتے ہیں۔ کہ اب اس شخص نے اُس قوم کو عظمت دے دی ہے۔ جس کے رواج اور جس کے طریق کو اس نے اختیار کیا ہے۔ مگر جیسا کہ میں نے بتایا ہے جس حد تک سوال ملکی رواج کا ہے اس حد تک ان باتوں کو برداشت کیا جا سکتا ہے۔ مگر جہاں

شریعت کے احکام کا سوال

آ جائے۔ وہاں اگر ہم دوسروں کی نقل کریں گے۔ تو یقیناً ہم اسلام کی ذلت کے سامان پیدا کر کے دُشمنوں کی مدد کرنے والے قرار پائیں گے انہی نقلوں میں سے ایک نقل

ڈاڑھی منڈوانا

ہے۔ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک دفعہ نہیں۔ متواتر ڈاڑھی منڈوانے سے منع فرمایا ہے۔ اور ڈاڑھی منڈوا کر کوئی خاص فائدہ بھی انسان کو نہیں پہونچتا۔ لیکن باوجود اس کے مَیں دیکھتا ہُوں۔ کہ مسلمان کہلانے والے دیگر لوگوں میں سے تو اکثر شہری ڈاڑھی منڈواتے ہی ہیں

احمدیوں میں سے بھی ایک حصّہ

ڈاڑھی منڈواتا ہے۔ اور باوجود بار بار سمجھانے کے وُہ اپنے اس فعل سے باز نہیں آتا۔ یوں وہ کہیں گے۔ کہ ہم اسلام کے لئے قربان۔ ہم احمدیت کے لئے قربان۔ مگر اس شخص کی قربانی کے دعویٰ پر کوئی احمق ہی یقین کر سکتا ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صریح احکام کی علے الاعلان نافرمانی کرتا۔ اور پھر قربانی اور محبت کا بھی دعویٰ کرتا چلا جاتا ہے۔ میرے نزدیک تو وُہ شخص بڑا احمق ہے۔ جو اسلام کی عزت اور شریعت کی عزت اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کے قیام کے لئے ایسے شخصوں پر اعتبار کر لیتا ہے۔ جو شخص رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتنی چھوٹی سی بات نہیں مان سکتا۔ اُس سے یہ کب توقع کی جا سکتی ہے کہ اگر اس کے سامنے کوئی بڑی بات پیش کی جائیگی تو وُہ اسے مان لے گا۔ وُہ تو فوراً اکڑ کر کھڑا ہو جائے گا۔ اور کہیگا۔ کہ میں اس کے مطابق عمل کرنے کے لئے تیار نہیں۔ جیسے گذشتہ خطبہ میں ہی میں نے بیان کیا تھا۔ کہ کسی شخص کا ایک حد تک فرمانبرداری کرنا اس بات کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ کہ وُہ فرمانبردار ہے۔ ممکن ہے۔ اُس کی طبیعت کا رُخ ہی اسی طرف ہو۔ اور جب اس کی طبیعت کے خلاف کوئی بات پیش ہو۔ تو اس کا انکار کر دے

اس صورت میں وہ فرمانبردار نہیں بلکہ اپنی طبیعت کے مطابق کام کرنے والا سمجھا جائے گا۔ پس جو شخص بلا کسی ایسی وجہ کے جو شرعی طور پر اسے بری قرار دے ڈاڑھی منڈواتا ہے۔ وہ صاف طور پر اس امر کا اظہار کرتا ہے۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اس حکم کو ماننے کے لئے میں تیار نہیں ہوں۔ یہ حکم میری مرضی کے خلاف ہے۔ اور جو شخص محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو بزبانِ حال کہہ دیتا ہے۔ کہ آپ کا فلاں حکم چونکہ میری مرضی کے خلاف ہے۔ اس لئے اس پر میں عمل نہیں کرسکتا۔ اس پر میرے جیسا انسان کیا اعتبار کرسکتا ہے۔ جو

رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خادموں کا ایک خادم

ہے۔ جو شخص میرے آقا کی بات نہیں مانتا۔ اور پھر یہ توقع رکھتا ہے۔ کہ میں اسے احمدیت کا پہلوان۔ اسلام کا خادم اور محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا جاں نثار سپاہی سمجھوں۔ وہ میری عقل کی بڑی توہین کرتا ہے۔ اور دوسرے لفظوں میں اسکے یہ معنی ہیں۔ کہ یا تو وہ مجھے پاگل سمجھتا ہے یا ایسا مغرور اور متکبر خیال کرتا ہے۔ کہ گویا میرا خیال ہے۔ کہ جو شخص محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بات نہیں مانتے۔ وہ میری ضرور مان لیں گے۔ اور ان دونوں صورتوں میں وہ

میری ہتک

کرتا ہے۔ پس یا تو وہ مجھے متکبر اور اپنے فہم کے مطابق نعوذ باللہ محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بھی افضل خیال کرتا ہے۔ اور یا مجھے بے وقوف خیال کرتا ہے۔ کہ میں اس کی ظاہری باتوں سے دھوکا میں آجاؤنگا۔

بو علی سینا

ایک مشہور طبیب گزرے ہیں۔ اخلاقی طور پر تو وہ اچھے آدمی نہیں تھے۔ کثرت سے شراب پیتے۔ اور کئی منہیات کے مرتکب ہوا کرتے تھے۔ لیکن جیسے بعض لوگ عقیدے میں راسخ ہوتے ہیں۔ انہیں بھی عقیدہ میں رسوخ حاصل تھا۔ فلسفی بڑے تھے۔ اور بال کی کھال نکالنے کے عادی تھے۔ کسی موقع پر انہوں نے فلسفہ کے متعلق ایک اچھی سی تقریر کی۔ ایک شاگرد ان کی اس تقریر سے ایسا متاثر ہوا۔ کہ کہنے لگا خدا کی قسم تم نبی ہو۔ اور پھر اسی جوش کی حالت میں یہاں تک کہہ بیٹھا۔ کہ اگر محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں تم ہوتے۔ تو تم کو اس مقام پر خدا تعالےٰ کی طرف سے کھڑا کیا جاتا۔ جس مقام پر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تھے۔ بو علی سینا حکیم تھے۔ اور وہ طبائع کو اور طبائع کے سمجھانے کے اوقات کو سمجھتے تھے۔ اس وقت وہ خاموش ہوگئے اور مہینوں انہوں نے اپنے دل میں یہ بات رکھی۔ وہ سرد ملک کے رہنے والے تھے۔ ایک دفعہ سردی کا موسم تھا۔ صبح کا وقت تھا۔ وہ تالاب کے کنارے کھڑے تھے۔ اور پانی یخ بستہ تھا۔ کہ انہوں نے اپنے اسی شاگرد کو بلایا۔ اور کہا اس

تالاب میں چھلانگ لگاؤ

وہ شاگرد انہیں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا اور کہنے لگا جناب پاگل ہوگئے ہیں۔ اس قدر حکمت کا آپ کو دعوےٰ ہے اور اس یقینی موت میں آپ مجھے دھکیل رہے ہیں۔ اور اگر آپ پاگل ہی ہو چکے ہیں۔ تو کم از کم میں تو پاگل نہیں۔ کہ آپ کی بات مان لوں۔ بو علی سینا نے کہا تمہیں یاد ہے کچھ مہینے گزرے تم نے مجھے کہا تھا۔ کہ اگر محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں میں ہوتا۔ تو جس مقام پر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے کئے گئے ہیں۔ اس مقام پر میں کھڑا کیا جاتا۔ احمق محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک نہیں ہزاروں کو

یقینی موت کے مونہہ میں

دھکیلا۔ اور وہ بغیر چون و چرا کئے۔ موت کے مونہہ میں چلے گئے۔ اور انہوں نے اُف تک نہ کی۔ مگر میں نے تو صرف تجھ کو جس نے مجھے وہ مقام دینا چاہا تھا۔ جو محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خدا نے دیا۔ اس تالاب میں کودنے کو کہا۔ اور تو مجھے پاگل سمجھنے لگا۔ کیا تو اس فرق کو نہیں سمجھتا کہ بات کرنی اور چیز ہے۔ اور دنیا کے حالات میں تغیر پیدا کرنے کی قابلیت اور چیز ہے۔ میں نے کئی دفعہ سنایا ہے۔ کہ یوں تو جہاد کے موقعہ پر ہمیشہ ہی مسلمانوں نے اپنے آپ کو آگ میں جھونکا۔ مگر ایک موقعہ پر ایک صحابی نے بعینہٖ یہی فقرہ کہا تھا چنانچہ

بدر کے موقعہ پر

جب بار بار رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مشورہ دینے کو فرماتے۔ تو ایک صحابی کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ ہم انصار سے مشورہ لینا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں اس مقام سے سمندر کچھ منزل پر تھا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ہمیں آپ کی صداقت پر ایسا یقین ہے۔ کہ اگر آپ کہیں کہ یہ جو سامنے سمندر ہے اس میں تم سب کود جاؤ۔ تو ہم بغیر کسی عذر کے اس میں کودنے کے لئے تیار ہیں۔ حالانکہ سمندر میں سے کوئی شخص تیر کر نہیں گزر سکتا۔ وہ سینکڑوں میل کا سمندر تھا۔ اور چار پانچ سو میل چوڑا تھا۔ اس میں سے ان کو کوئی چیز بچا نہیں سکتی تھی۔ مگر انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپ اگر کہیں کہ ہم سمندر میں کود جائیں۔ تو ہم اس میں بھی کود جائیں گے۔ اور اس کے مقابلہ میں کسی قسم کا عذر نہیں کریں گے۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عملی طور پر ایسے لوگ ملے تھے جنہوں نے اپنے آپ کو موت کے مونہہ میں ڈال دیا۔ اور یہ آپ کا ہی کمال تھا۔ ورنہ یہ وہی عرب تھے۔ جو دو دو پیسوں کے لئے لڑا کرتے تھے۔ جو خربوزوں اور تربوزوں کے لئے ایک دوسرے کو قتل کرنے کے درپے ہو جاتے تھے۔ مگر پھر یہی عرب تھے جنہوں نے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آواز پر ایسی قربانی کی۔ کہ جس کی مثال دنیا کے پردہ پر نہیں مل سکتی۔

قربانی کی مثالیں

اور جگہ بھی مل جائیں گی۔ مگر اتنی کثرت سے ساری قوم کا چند منافقوں کو چھوڑ کر قربانی کے لئے تیار ہو جانا ایسا اعلیٰ درجہ کا نمونہ ہے۔ کہ انسان کی عمر اس پر حیرت اور استعجاب کا اظہار کرتے ہوئے گزر جاتی ہے۔ اس قسم کے لوگوں کا مل جانا فتح کو بالکل یقینی بنا دیتا ہے۔ مگر یہ تغیر محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صحبت میں ہی رہ کر صحابہ میں پیدا ہوا تھا۔ اور صحابہ کو بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ایسی محبت تھی۔ کہ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ ان کا نقطۂ مرکزی صرف

محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات

تھی۔ چنانچہ جب کسی شخص نے حضرت عائشہ سے سوال کیا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کچھ صفات تو بیان کیجئے۔ تو آپ نے جواب دیا کان خلقہ القراٰن آپ کے اخلاق وہی ہیں۔ جو قرآن میں لکھا ہے۔ اور جو کچھ قرآن میں لکھا ہے۔ وہ آپ کے اخلاق ہیں۔ پھر کس قسم کی محبت تھی ان لوگوں کے دلوں میں؟ مجھے تو

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ

ہمیشہ ہی یاد رہتا ہے۔ کہ مدینہ میں کم سے کم اس وقت تک جبکہ یہ واقعہ ہوا اچھی چکیوں کا رواج نہیں تھا۔ لوگ پتھروں پر دانے کچل لیتے۔ اور پتھروں پر ہی پیس کر پھونکوں سے اس کے چھلکے اڑا کر روٹی پکا لیا کرتے تھے۔ جب ایران فتح ہوا تو پن چکیاں اور ہوا کی چکیاں آئیں۔ اور ان سے میدے جیسا باریک آٹا پسنے لگا۔ صحابہ نے کہا سب سے پہلا آٹا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھیجنا چاہیئے۔ چونکہ یہ چکی کا پہلا اعلےٰ درجے کا باریک آٹا تھا۔ اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں صحابہ کی طرف سے

نذر کے طور پر

بھیجا گیا۔ اس وقت کئی عورتیں آپ کے ارد گرد بیٹھی تھیں۔ روٹی پکانے والی نے روٹی پکائی۔ اور ساری عورتیں اسے دیکھ دیکھ کر حیرت کا اظہار کرنے لگیں کہ کیا ہی نرم روٹی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے بھی اس کا ایک لقمہ توڑ کر مونہہ میں ڈالا۔ مگر لقمہ مونہہ میں ڈالنا ہی تھا۔ کہ ٹپ ٹپ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ وہ عورتیں جو پاس بیٹھی تھیں۔ پھر پھلکے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگیں۔ ام المومنین روٹی تو بڑی نرم ہے۔ ایسی روٹی تو ہم نے کبھی دیکھی نہیں تھی۔ آپ اسے کھا کر روتی کیوں ہیں؟ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا۔ یہ

لقمہ میرے گلے میں پھنستا ہے

پھر انہوں نے کہا تم کو کیا معلوم

کہ ان پن چکیوں اور ہوا کی چکیوں سے پہلے ہم کیا کیا کرتی تھیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چکیاں نہیں ہوتی تھیں ہم غلہ کو پتھر سے کوٹ کر اور اس کا آٹا بنا کر روٹی پکایا کرتے تھے۔ جب یہ لقمہ میرے منہ میں گیا۔ تو مجھے معاً وہ زمانہ یاد آکر رونا آگیا اگر اس وقت بھی ایسی ہی چکیاں ہوتیں۔ تو میں اس آٹے کی روٹی پکا کر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو کھلاتی۔ تو دیکھو جو آٹا مدینہ کے دوسرے لوگوں کے لئے حیرت پیدا کرنے کا موجب تھا۔ جو آٹا لوگوں کو ملائم ملائم دکھائی دیتا تھا۔ جو آٹا لوگوں کو روٹی کھانے کا اشتیاق دلا رہا تھا۔ اسی آٹے کا لقمہ عائشہ رضؓ کے گلے میں پھنسنے لگ گیا۔

یہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ درجہ اخلاق ہی تھے۔ جنہوں نے ایسا

عظیم الشان تغیر

پیدا کیا۔ ورنہ اگر دنیوی نگاہ سے دیکھو تو حضرت عائشہ رضؓ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے شادی کرکے کیا فائدہ پہونچا۔ گیارہ بارہ سال کی عمر میں ایک لڑکی بیاہی گئی۔ جو بیس سال کی عمر میں بیوہ ہوگئی۔ اور پھر اس کی ساری عمر ہی بیوگی میں کٹ گئی۔ دنیا داروں کی بیویاں ایسے موقع پر شائد روز اپنے خاوندوں کو بد دعائیں دیتی ہونگی مگر وہ تعلق دنیا کا نہیں تھا۔ بلکہ دین کا تھا عائشہ رضؓ یہ نہیں سمجھتی تھیں۔ کہ میری شادی ایک انسان سے ہوئی ہے۔ بلکہ عائشہ رضؓ یہ سمجھتیں کہ میری شادی ایک ایسے انسان سے ہوئی ہے۔ جو دوسرے کے ہاتھ کو پکڑ کر اس کا ہاتھ خدا کے ہاتھ میں دے دیتا ہے۔ اسی طرح اور بھی بیسیوں واقعات صحابہ رضؓ کی زندگیوں میں پائے جاتے ہیں۔ جن سے اس محبت کا پتہ چلتا ہے جو انہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات سے تھی۔ اور درحقیقت یہی وہ نمونہ تھا جس نے لوگوں کے اندر ایک تغیر پیدا کر دیا۔ پس بو علی سینا کا یہ مثال دینا واقعہ میں ایک بہت بڑی علمی دلیل تھی۔

تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسا تغیر دنیا میں پیدا کر دیا ہے جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ ایسے انسان کی فرمانبرداری اور اطاعت سے اگر کوئی شخص منہ موڑ لیتا ہے۔ تو پھر میرا اس پر کس طرح یقین ہو سکتا ہے۔ بلکہ جس شخص کے دماغ میں ایک ذرہ بھر بھی عقل ہو وہ کس طرح کہہ سکتا ہے۔ کہ اس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بات تو نہیں مانی۔ مگر میری مان لے گا۔ میں نے بتایا ہے۔ کہ یا تو وہ پاگل ہوگا یا انتہا درجے کا متکبر اور مغرور ہوگا۔ جو اس دھوکہ میں آجائے گا۔

میں نے

متواتر جماعتوں کو توجہ دلائی

ہے۔ اور ہمارے ہاں قانون بھی ہے۔ کہ کم سے کم جماعت کے عہدیدار ایسے نہیں ہونے چاہئیں۔ جو داڑھی منڈواتے ہوں۔ اور اس طرح اسلامی احکام کی ہتک کرتے ہوں۔ مگر میں دیکھتا ہوں اب بھی دنیا داری کے لحاظ سے جس کی ذرا تنخواہ زیادہ ہوئی یا چلتا پرزہ ہوا۔ یا دنیوی لحاظ سے اسے کوئی اور اعزاز حاصل ہوا اسے

جماعت کا عہدیدار

بنا دیا جاتا ہے۔ خواہ وہ داڑھی منڈواتا ہی ہو۔ حالانکہ دنیوی لحاظ سے ہماری جماعت کے بڑے سے بڑے آدمی بھی ان لوگوں کے پاسنگ بھی نہیں۔ جو اس وقت دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ اور اگر دنیوی لحاظ سے ایسے لوگوں کو عہدیدار بنایا جا سکتا ہے۔ تو عیسائیوں اور ہندوؤں کو کیوں نہیں بنایا جا سکتا۔ وہ بہت زیادہ دولت مند اور دنیوی لحاظ سے بہت زیادہ معزز ہوتے ہیں۔ مگر درحقیقت یہ کام وہی کر سکتا ہے جسے

اسلام اور احمدیت

کے جیتنے کی امید نہیں۔ اور جو اسلام اور احمدیت کو ایک شکست خوردہ مذہب سمجھتا ہے ورنہ جو شخص اسلام اور احمدیت کو جیتنے والا مذہب سمجھتا ہے۔ اس کے سامنے تو اگر کروڑ پتی بھی آجائیں۔ تو وہ انکو حقارت سے ٹھکرا دیتا ہے۔ اور دنیا کے تمام بادشاہوں کو بھی ایک سچے مومن کے مقابلہ میں ذلیل سمجھتا ہے۔

دنیا آخر ہے کیا چیز

کہ یہ خدا کے بندوں کے مقابلہ میں کھڑی ہوئی اور کامیاب ہوئی۔ آخر ہزاروں نبی دنیا میں آئے ہیں۔ ان ہزاروں نبیوں میں سے کب کوئی ایسا نبی آیا کہ اُسے دنیوی لحاظ سے کوئی عزت حاصل تھی۔ لیکن کب اس کا سلسلہ ختم ہوا۔ اور وہ فاتح اور حکمران نہیں تھا۔ یہی حال احمدیت کا ہے۔ پس ایسی شکست خوردہ ذہنیت کے لوگ جنہوں نے مغربیت کے آگے اپنے ہتھیار ڈال رکھے ہیں۔ وہ

ہرگز کسی عہدہ کے قابل نہیں

ہیں۔ وہ بھگوڑے ہیں۔ اور بھگوڑوں کو حکومت دے دینا اول درجہ کی حماقت اور نادانی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھو۔ یہ وہ بہادر لوگ تھے جو سمجھتے تھے کہ اسلام کی باگ کن لوگوں کے ہاتھ میں دی جانی چاہیئے۔

عکرمہ بن ابوجہل

اسلام کے ایک بہت بڑے بہادر جرنیل گذرے ہیں۔ ایک جنگ کے موقعہ پر اتفاقیہ طور پر ان کی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اور اس لشکر کے ساتھ وہ بھی بھاگ کھڑے ہوئے۔ دنیا میں اگر کسی گندی اور سڑاند والی چیز سے اعلےٰ درجے کا ہیرا پیدا ہوا ہے۔ تو وہ عکرمہ ہے ابوجہل جیسے خبیث اور ناپاک آدمی کے نطفہ سے عکرمہ ایسا اعلےٰ درجہ کا مومن پیدا ہوا ہے۔ جس کی مثال دنیا میں بہت کم ملتی ہے۔ مگر وقت ہوتا ہے کسی وقت انسان کا قدم اکھڑ جاتا ہے۔ اس وقت لشکر جو بھاگا۔ تو حضرت عکرمہ رضؓ بھی بھاگ کھڑے ہوئے اس میں کچھ غلطی ان کی بھی تھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تھا۔ کہ جب تک فلاں لشکر نہ پہنچ جائے حملہ نہ کرنا۔ مگر انہوں نے اس لشکر کے آنے سے پہلے ہی جہاد کے شوق میں حملہ کر دیا اور جب لشکر پسپا ہوا تو وہ بھی میدان سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ یہ اسلام کے لئے ایک بہت بڑی ہتک کا موقعہ تھا۔ کیونکہ اسلام نے کبھی ایسی شکست نہیں کھائی تھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جب یہ معاملہ پہنچا۔ تو آپ نے فیصلہ کیا۔ کہ عکرمہ کو آئندہ

کسی لشکر کی کمان سپرد

نہ کی جائے۔ اور نہ آئندہ وہ میرے سامنے کبھی مدینہ میں آئیں۔ گویا وہ مقدس مقام جس کے ایک ایک انچ پر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں پڑے تھے۔ اور جس کو دیکھنے کے لئے مسلمان تڑپتے رہتے تھے۔ اس کے متعلق عکرمہ رضؓ کو حکم دے دیا گیا کہ وہ اس مقام میں آئندہ نہ آئیں۔ چنانچہ عکرمہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں پھر مدینہ میں نہیں آئے۔ یہ مجھے معلوم نہیں کہ بعد میں انہیں آنے کی اجازت دی گئی تھی یا نہیں عکرمہ رضؓ نے جس جس رنگ میں اپنی اس غلطی کا کفارہ کیا ہے۔ اور سالہا سال اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا۔ یہانتک کہ آخر

شہادت کی موت

قبول کر لی۔ وہ ایمان کا ایسا اعلےٰ درجے کا مظاہرہ ہے۔ کہ ہر سچا مومن اس کی نقل کرنے کی آرزو اپنے دل میں رکھتا ہے مگر بہرحال انکی اس وقتی شکست کو جو بعد میں بدل گئی۔ اور مسلمانوں کو

فتح حاصل ہو گئی ۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اتنا محسوس کیا ۔ کہ انہوں نے فیصلہ فرما دیا ۔ کہ ایسی

بھگوڑی ذہنیت رکھنے والے شخص کو

اسلامی لشکر کی کمان سنبھالنے کے قابل نہیں سمجھا جا سکتا ۔ پس غور کرو کہ تائب عکرمہ رضؓ کو بھی ابوبکر رضؓ اسلامی لشکر کی کمان نہیں دیتے ۔ بھاگنے والے عکرمہ کو نہیں ۔ وہ عکرمہ جو میدان جنگ سے بھاگا ۔ اس کے متعلق یہ فیصلہ نہیں ۔ بلکہ یہ فیصلہ اس کے متعلق ہے ۔ جو واپس لوٹا اور جس نے مختلف میدانوں میں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مل کر دشمن پر فتح حاصل کی ۔ مگر توبہ کرنے والے عکرمہ رضؓ کے متعلق بھی حضرت ابوبکر رضؓ کا فیصلہ یہی تھا ۔ کہ ایسی بھگوڑی ذہنیت کے انسان کے ہاتھ میں اسلامی لشکر کی کمان نہیں دی جا سکتی ۔ پھر کیسے افسوس کی بات ہے اُن احمدیوں کے لئے ۔ جو محض اس وجہ سے کہ فلاں شخص کی تنخواہ زیادہ ہے ۔ فلاں دو سو روپے لیتا ہے ۔ اور فلاں پانچسو اور فلاں ہزار ۔ اِن دنیا دار لوگوں کو

اپنی جماعت اور پریذیڈنٹ اور سکرٹری

بنا دیتے ہیں ۔ اور یہ نہیں دیکھتے ۔ کہ وہ اپنے عمل سے اسلام اور احمدیت کی ہتک کرنے والے ہیں ۔ جس فوج کے بھگوڑے کمانڈر ہوں ۔ اس فوج کی شکست میں کسی کو شبہ نہیں ہو سکتا ۔ اور جو لوگ اتنا بھی خدا اور رسول کے وعدوں پر یقین نہیں رکھتے اور خیال کرتے ہیں ۔ کہ اگر فلاں شخص گو وہ کیسا ہی دنیا دار ہے ۔ عہدیدار نہ ہوا ۔ تو جماعت کی عزت نہیں رہے گی ۔ وہ اپنے عمل سے اسلام اور احمدیت کی شکست کا اظہار کرتے ہیں ۔ پس ایسے لوگ بھی مجرم ہیں ۔ جو اِن لوگوں کو عہدیدار بناتے ہیں اور وہ لوگ بھی مجرم ہیں جو ایسی باتوں میں یورپین لوگوں کی نقل کرتے ہیں ۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیٹھ کر کے دجال کی طرف مونہہ کر کے کھڑے ہیں ۔ گویا دجال اُن کے نزدیک بڑی عزت والی چیز ہے جسکی نقل کرنے میں اُن کی نجات ہے ۔ لیکن محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے نزدیک نعوذ باللہ ایک بے عزت وجود ہے ۔ کہ ان کی طرف انہوں نے پیٹھ کر لی ہے ۔ پس میں

ایک دفعہ پھر جماعتوں کو توجہ دلاتا ہوں

کہ یہاں سوال چند بالوں کا نہیں ۔ بلکہ یہاں سوال اس ذہنیت کا ہے ۔ جو مغربیت کے مقابلہ میں اسلام اور احمدیت نے پیدا کرنی ہے ۔ اور جس ذہنیت کو ترک کر کے انسان مغربیت کا غلام بن جاتا ہے ۔ آخر کونسی بات ہے جس کے لئے لوگ انگریزوں کی نقل کرتے ہیں ۔ بس اتنی سی بات کے لئے کہ وہ کہہ سکیں ہم فلاں انگریز سے ملنے کیلئے گئے تھے تو اس نے مسکرا کر ہم سے بات کی ۔ اتنی سی بات پر وہ لٹو ہو جاتے ہیں ۔ اور بندر کی طرح اُن کی نقل کرنا شروع کر دیتے ہیں ۔

تُف ہے ایسے ایمان پر

اور تُف ہے ایسی عزت پر ۔ تمہارا ایمان تو ایسا ہونا چاہیئے ۔ کہ اگر دس کروڑ بادشاہ بھی تمہیں آ کر کہیں ۔ کہ ہم تمہارے لئے اپنی بادشاہتیں چھوڑنے کے لئے تیار ہیں ۔ تم ہماری صرف ایک بات مان لو ۔ جو اسلام کے خلاف ہے ۔ تو تم ان دس کروڑ بادشاہوں سے کہدو ۔ کہ تُف ہے تمہاری اس حرکت پر ۔ میں تو محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بات کے مقابلہ میں تمہاری اور تمہارے باپ دادا کی بادشاہتوں کو جوتی بھی نہیں مارتا ۔ یہ ہے

ایمان کی کیفیت

جو شخص یہ کیفیت اپنے دل میں محسوس نہیں کرتا ۔ اس کا یہ دعوٰے کہ اُس کا ایمان پکا ہے ہم ہرگز ماننے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے ۔ ہم یہ نہیں کہتے ۔ کہ ایسے لوگ مومن نہیں ۔ گنہگار بھی مومن ہوتے ہیں ۔ مگر ایسی بھگوڑی ذہنیت رکھنے والے کمان اور سرداری کے مستحق نہیں سمجھے جا سکتے سرداری اور کمان ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہی ہونی چاہیئے ۔ جو بہادر ہوں ۔ دلیر ہوں اور سمجھتے ہوں کہ احمدیت کی خاطر اور اس کے وقار کو قائم رکھنے کے لئے ہم

ہر ممکن قربانی کرنے کیلئے تیار ہیں

میں نے ایسی مثالیں اپنی جماعت میں بھی دیکھی ہیں ۔ میں ایک دفعہ ایک جماعت میں گیا ۔ اس جماعت کے امیر ایک ایسے دوست تھے ۔ جو صرف ستّر اسّی روپے ماہوار تنخواہ لیا کرتے تھے ۔ مگر انکے ماتحت اس وقت ایک احمدی افسر مال تھے ۔ ایک احمدی سب جج تھے ۔ ایک فوج کے کپتان تھے ۔ اور ایک جیل خانہ کے افسر تھے ۔ یہ چار بڑے بڑے عہدیدار اُن کے ماتحت تھے ۔ جن میں سے دو امپیریل سروس کے سمجھے جاتے تھے ۔ اور گورنمنٹ کی اعلٰے درجہ کی نوکریاں امپیریل سروس والوں کو ہی ملا کرتی ہیں ۔ میں نے اُن امیر صاحب کو ایک ضرورت کے ماتحت لکھا تھا ۔ کہ سٹیشن پر کوئی شخص استقبال کے لئے نہ آئے سوائے اس کے کہ وہ اپنے امیر سے اس کی اجازت لے چکا ہو ۔ جب میں سٹیشن پر پہنچا ۔ تو ایک نوجوان انہی افسروں میں سے سٹیشن پر موجود تھا ۔ میں نے اُن کی طرف دیکھا ۔ تو وہ اپنے امیر صاحب کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے ۔ کہ میں اِن سے اجازت لے کر آیا ہوں ۔ اور امیر صاحب نے بھی کہا ۔ کہ میں نے انہیں آنے کی اجازت دے دی تھی ۔ پھر وہاں میں نے دو دن قیام کیا ۔ اور میں نے دیکھا ۔ کہ وہ نوجوان جو صرف ساٹھ ستّر یا اسّی روپے ماہوار تنخواہ لیتا تھا ۔ احمدیت کا اخلاص رکھنے اور اس کی تعلیم کو سمجھنے کی وجہ سے ذرا بھی اُن افسروں سے مرعوب نہیں تھا ۔ اور ایسی عمدگی سے اُن پر حکومت کر رہا تھا ۔ کہ مجھے دیکھ کر بہت ہی خوشی ہوئی ۔ کہ یہ

سچا احمدی نمونہ

ہے ۔ اور وہ دوسرے افسر بھی اس کی اطاعت کر رہے تھے ۔ اور اپنی ذات میں اُن کی اطاعت بھی ایک نمونہ تھی ۔ مگر ایک معمولی تنخواہ پانے والے کا اپنی تنخواہ سے دس دس پندرہ پندرہ گنا زیادہ تنخواہ لینے والوں اور اپنے افسروں سے بھی بڑے افسروں پر حکومت چلا لینا اُن کی قربانی سے زیادہ بہتر نمونہ تھا جس کے ساتھ حکمت عملی بھی شامل تھی ۔

تو مومن جب کوئی کام کرتا ہے ۔ وہ اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کرتا ۔ کہ بڑا کون ہے اور چھوٹا کون ہے ۔ وہ سمجھتا ہے ۔ کہ بڑا وہی ہے ۔ جو سب سے بڑے کی اطاعت کرے ۔ اور

انسانوں میں سے سب سے بڑے

محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ۔ پس جو شخص اُن کی اطاعت نہیں کرتا ۔ وہ بڑا کس طرح ہو سکتا ہے ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہی واقعہ ہے ۔ کوفہ کے لوگ بڑے باغی تھے ۔ اور وہ ہمیشہ اپنے افسروں کے خلاف شکایتیں کرتے رہتے تھے ۔ کہ فلاں قاضی ایسا ہے ۔ فلاں میں یہ نقص ہے ۔ اور فلاں میں وہ نقص ہے ۔

حضرت عمرؓ ان کی شکائت پر حکام کو بدل دیتے۔ اور اَور افسر مقرر کر کے بھیج دیتے بعض لوگوں نے کہا بھی کہ یہ طریق درست نہیں۔ آپ بار بار افسروں کو نہ بدلیں۔ مگر حضرت عمرؓ نے کہا میں افسروں کو بدلتا ہی چلا جاؤں گا۔ یہانتک کہ کوفہ والے خود ہی تنگ آجائیں۔ جب اسی طرح ایک عرصہ تک ان کی طرف سے شکائتیں آتی رہیں۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا۔ اب میں کوفہ والوں کو ایک ایسا گورنر بھجواؤنگا۔ جو انہیں سیدھا کر دے گا۔ یہ گورنر

انیس سال کا ایک نوجوان

تھا۔ عبد الرحمٰن اس کا نام تھا۔ جب کوفے والوں کو پتہ لگا۔ کہ انیس ۱۹ سال کا ایک لڑکا ان کا گورنر مقرر ہو کر آیا ہے۔ تو انہوں نے کہا۔ آؤ ہم سب مل کر اس سے مذاق کریں۔ وہ شریر اور شوخ تو تھے ہی۔ انہوں نے بڑے بڑے جبہ پوش لوگوں کو جو ستر ستر، اسی اسی، نوے نوے سال کے تھے اکٹھا کیا۔ اور فیصلہ کیا۔ کہ ان سب بوڑھوں کے ساتھ شہر کے تمام لوگ مل کر عبد الرحمٰن کا استقبال کرنے کے لئے جائیں۔ اور مذاق کے طور پر اس سے سوال کریں کہ

جناب کی عمر

کیا ہے۔ جب وہ جواب دے گا۔ تو خوب ہنسی اڑائیں گے۔ چنانچہ اس سکیم کے مطابق وہ شہر سے دو تین میل باہر اس کا استقبال کرنے کے لئے آئے۔ اُدھر سے گدھے پر سوار عبد الرحمٰن ابن ابی لیلےٰ بھی آنکلے۔ کوفہ کے تمام لوگ صفیں باندھ کر کھڑے تھے۔ اور سب سے اگلی قطار بوڑھے سرداروں کی تھی۔ جب عبد الرحمٰن ابن ابی لیلےٰ قریب پہنچے تو انہوں نے پوچھا۔ کیا آپ ہی ہمارے گورنر مقرر ہو کر آئے ہیں۔ اور عبد الرحمٰن آپ کا ہی نام ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ اس پر ان میں سے ایک بہت بوڑھا آدمی آگے بڑھا۔ اور اس نے کہا جناب کی عمر! عبد الرحمٰن نے کہا میری عمر۔ تم میری عمر کا اندازہ اس سے لگا لو۔ کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید کو دس ہزار صحابہؓ کا سردار بنا کر بھیجا تھا۔ جس میں ابو بکرؓ اور عمرؓ بھی شامل تھے۔ تو جو عمر اس وقت اسامہ بن زید کی تھی۔ اس سے ایک سال میری عمر زیادہ ہے۔ یہ سنتے ہی جیسے اوس پڑ جاتی ہے وہ پیچھے ہٹ گئے۔ اور انہوں نے ایک دوسرے سے کہا۔ کہ جب تک یہ لڑکا یہاں رہے۔ خبردار تم نے بولنا نہیں۔ ورنہ یہ کھال ادھیڑ دے گا۔ چنانچہ انہوں نے بڑے عرصہ تک گورنری کی اور کوفہ والے ان کے سامنے بول نہیں سکتے تھے۔ یہ اتنا زبردست لائق نوجوان تھا۔ کہ بچپن میں انگریزی کی جو ریڈریں ہمیں پڑھائی جاتی تھیں۔ ان میں بھی ان کے قصے درج ہوتے تھے۔ نام تو نہیں لکھا ہوتا تھا صرف

سگیشس قاضی

(Sagacious Qazi)

یعنی عقلمند قاضی لکھ کر ان کے کئی فیصلے قصوں کہانیوں کے رنگ میں لکھے ہوتے تھے۔ انگریزوں نے نظموں کی شکل میں بھی ان کے کئی فیصلے نقل کئے ہیں۔ تو جو شخص اللہ تعالےٰ کا ہو جاتا ہے۔ اُسے کسی دنیوی عہدے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ نہ بڑی عمر کی اسے ضرورت ہوتی ہے۔ نہ دولت کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ ظاہری علم کی بھی اسے ضرورت نہیں ہوتی۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم آخر کون سے کالج میں پڑھے ہوئے تھے۔ یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کس کالج میں تعلیم حاصل کی تھی۔ مگر اللہ تعالےٰ نے ان کو وہ علم دیا کہ دنیا

ہزاروں سال تک اُنکی خوشہ چینی

کرتی چلی جائے گی اور پھر بھی ان کا خزانہ ختم نہیں ہوگا۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو جو کتاب دی وہ ہے تو خدا کا کلام۔ مگر اس میں کیا شبہ ہے کہ خدا کا کلام ظرف کے مطابق اترتا ہے پس بے شک وہ خدا کا کلام ہے۔ مگر جہاں وہ خدا کا کلام اور اس کا الہام ہے وہاں وہ یہ بھی بتاتا ہے کہ

محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ظرف

کتنا بڑا تھا۔ میری تو یہ حالت ہے۔ کہ اس کتاب کو دیکھ کر بعض دفعہ میری مجنونانہ حالت ہو جاتی ہے۔ اور جب میں اس کے علوم کو دیکھتا ہوں۔ تو حیران ہو جاتا ہوں ہے تو وہ پاگلوں کی سی بات مگر

چونکہ خدا کے کلام کی شان

اس سے ظاہر ہوتی ہے۔ اس لئے میں اسے بیان کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے۔ میں ایک دن قرآن کو دیکھ رہا تھا کہ اس کے مطالب در مطالب مجھ پر کھلنے لگے۔ اور ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا نکتہ مجھ پر کھلنے لگ گیا۔ اور ایسا علوم کا تانتا بندھا کہ میری عقل حیران ہو گئی۔ اور میں نے یہ کہتے ہوئے قرآن کو اپنے سامنے فرش پر رکھدیا۔ کہ واہ اللہ میاں تیری کتاب بھی عجیب ہے۔ تو یہ ایک ایسا علم خدا نے ہمیں دیا ہے کہ اگر ہزاروں سال تک دنیا کے عالم اس کی خوشہ چینی کرتے رہیں تب بھی یہ علم ختم نہیں ہو سکتا۔ پس اگر خدا سے سچا تعلق ہو تو ظاہری علم کی بھی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ ایسے شخص کو علم لدنی عطا کیا جاتا ہے اور وہ کسی موقعہ پر بھی شرمندہ نہیں ہوتا خواہ دنیا کے کتنے بڑے بڑے عالموں سے اس کا مقابلہ کیوں نہ ہو۔

پس اپنی جماعت کے

عہدیدار منتخب کرنے وقت

ہمیشہ اس امر کو مدنظر رکھو کہ ان میں دین ہو تقویٰ ہو۔ پاکیزگی ہو۔ اللہ تعالےٰ کی سچی محبت ہو اور ہر قسم کی قربانی کے لئے وہ تیار رہنے والے ہوں۔ اگر ان میں دین اور تقویٰ نہیں اور محض اس لئے عہدہ دیدیا جاتا ہے۔ کہ کوئی شخص بڑا اچھا پڑھا ہے۔ یا حکام کے نزدیک عزت رکھتا ہے۔ یا بڑی تنخواہ لیتا ہے۔ تو اس کے معنے یہ ہیں کہ ایسے لوگوں کو اپنا عہدیدار بنانیوالے اسلام اور احمدیت کی طاقت کے منکر ہیں ایسے لوگ یاد رکھیں۔ کہ ان کی نہ انجمنیں کامیاب ہو سکتی ہیں۔ نہ عہدیدار کامیاب ہو سکتے ہیں۔ یہ

شکست خوردہ ذہنیت

کے بھگوڑے ہیں۔ اور جب بھی اسلام کی طرف سے جنگ ہوگی یہ لوگ پیچھے رہ جائیں گے اور شیطان کا مقابلہ کرنیکے لئے وہی لوگ آگے آئینگے جو گو بظاہر کمزور اور ناطاقت ہیں۔ مگر ان کے ایمان کی طاقت ہمالیہ پہاڑ سے بھی زیادہ مضبوط ہے۔

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا فیصلہ
جماعتہائے احمدیہ شملہ و دہلی کے الحاق کے متعلق

بموجودگی بابو نذیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ دہلی و حافظ عبدالسلام صاحب امیر جماعت احمدیہ شملہ۔ الحاق جماعتہائے احمدیہ دہلی - نئی دہلی و شملہ کے بارہ میں حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۱۵ احسان ۱۳۲۱ ہش / جون ۲۲ء۱۹ کو مندرجہ ذیل فیصلہ فرمایا ہے۔ جسے ہر سہ جماعتوں کی اطلاع و آگاہی کیلئے شائع کیا جاتا ہے۔ آئندہ ان جماعتوں کا نظام حضور کے اس فیصلہ کے ماتحت اور مطابق ہونا چاہیئے:-

(۱) دہلی اور نیو دہلی کی جماعت کو ایک کر دیا جائے جس کا نام "جماعت دہلی" ہوگا۔ اس جماعت کا ایک امیر اور ایک نائب امیر ہوگا۔ لیکن اس طرح سے کہ اگر امیر پرانی دہلی کا ہو۔ تو نائب امیر نئی دہلی کا ہوگا۔ اور اگر امیر نئی دہلی کا ہو۔ تو نائب امیر پرانی دہلی کا ہوگا۔

(۲) شملہ کی جماعت کا ایک پریذیڈنٹ ہوا کریگا۔ لیکن جس عرصہ میں دہلی کا امیر یا نائب امیر شملہ جائیگا تو وہ اس عرصہ میں شملہ کی جماعت کا امیر ہوگا۔ اور انتظامی لحاظ سے شملہ کی جماعت اس امیر کے ماتحت آجائیگی۔ لیکن شملہ کی جماعت کے چندہ اور بجٹ کا حساب زیر نگرانی پریذیڈنٹ مقامی الگ رکھا جائیگا۔ اور دہلی سے جانے والوں کا حساب علیحدہ رکھا جائیگا۔ اگر دہلی میں نائب امیر رہ جائے تو وہ اس عرصہ میں دہلی کا امیر سمجھا جائے گا۔

(۳) جماعت دہلی کا جسقدر حصہ موسمی تبادلہ کی رُو سے شملہ جائیگا۔ اس کا نام "جماعت کیمپ شملہ" رکھا جائیگا۔

(۴) سیزن کے اختتام پر جب "جماعت کیمپ شملہ" دہلی لوٹے گی۔ تو ان کے امیر جماعت کا فرض ہوگا۔ کہ اس جماعت کا دوران قیام شملہ کے چندہ کے حساب و کتاب کا ریکارڈ امیر جماعت دہلی کے حوالے کردے۔

(۵) اس نئے انتظام کے ماتحت امیر و نائب امیر دہلی کا نیا الیکشن ضروری ہوگا۔ ہر دو موجودہ امراء کے سامنے اس بات کو واضح کر دیا گیا ہے کہ اس الیکشن کے ضمن میں کسی طرح کا پروپیگنڈا نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر کوئی پروپیگنڈا کیا گیا تو اس کے کرنے والے کے خلاف سخت ایکشن لیا جائے گا۔ اور اگر وسیع طور پر پروپیگنڈا کیا جانا ثابت ہوا۔ تو وہ انتخاب کالعدم سمجھا جائے گا۔

(۶) دہلی و نئی دہلی میں اندرونی طور پر جماعت لاہور کی طرح مختلف حلقہ جات بنائے جائینگے اور ان تمام حلقہ جات کے جداگانہ عہدہ داران منتخب ہوں گے۔ اور چندہ کا حساب ہر حلقہ جداگانہ رکھے گا۔ جماعت کے چندہ کے روپے کو مرکز میں بھجوانے کی ذمہ واری مرکزی سیکرٹری مال اور امیر جماعت پر ہوگی۔

(نوٹ متعلق ۲) اگر شملہ کو جانے والے احباب میں امیر یا نائب امیر دہلی نہ ہوں۔ بلکہ صرف اور دوست ہوں۔ تو اس صورت میں امیر جماعت دہلی نائب امیر سے مشورہ لے کر جانے والے دوستوں میں سے کسی کو امیر تجویز کرکے مرکز سے منظوری کے لئے (رپورٹ) بھجوادیں گے۔"

مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی

نوٹ منجانب ناظر اعلیٰ:- مندرجہ بالا اعلان کے سلسلہ میں جماعتوں کی آگاہی کے لئے یہ بھی لکھا جاتا ہے۔ کہ عہدہ داران کے انتخابات کے سلسلہ میں صدر انجمن احمدیہ نے ریزولیوشن ۶۱ء مورخہ ۲۰/۱۱/۴۴ میں پروپیگنڈا کی تعریف حسب ذیل کی ہے

"پروپیگنڈا میں ہر ایسا امر داخل ہے۔ جس سے جماعت کے افراد یا کسی فرد پر کسی طریقہ سے کسی خاص امیدوار کے حق میں یا خلاف رائے پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ صرف مجلس انتخاب میں ہر شخص کو حق حاصل ہے۔ کہ امیدواروں کے حق میں مناسب اور مہذب الفاظ میں تقریر کرے۔ مگر کسی شخص کے خلاف کسی شخص کو کوئی تقریر کرنیکا اختیار نہ ہوگا۔"

اس تعریف کے ماتحت جو کارروائی کسی فرد سے سرزد ہوگی اُسے پروپیگنڈا سمجھا جائے گا۔

(فتح محمد سیال ناظر اعلیٰ قادیان)

السابقون کا دُوسرا دور کب ختم ہوتا ہے

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک ارشاد آپ کے پیش کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے تا آپ کوشش کرکے اپنے عہد کو پورا کر سکیں۔ اور آج سے ہی ایسا ماحول پیدا کرتے جائیں کہ وقت مقررہ پر آسانی سے ادا کر سکیں۔ فرمایا:-

"آپ ایک برگزیدہ الٰہی جماعت میں سے ہیں۔ سابقون الاولون (سابقون الاولون کے دوسرے دور کا وقت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۳۱ جولائی مقرر فرمایا ہے) میں شامل ہونے کی کوشش آپ کا حق ہے۔ جسے لینے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے۔"

"اگر کوئی سمجھتا ہے۔ کہ میں مجبور ہوں۔ اور مشکلات میں گھرا ہوا ہوں۔ تو اُسے بھی سمجھنا چاہیئے۔ کہ کامیابی بغیر مشکلات برداشت کئے حاصل نہیں ہوا کرتی۔ پس ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ ادائیگی کی طرف متوجہ ہو۔"

تحریک جدید سال ہشتم کے چندے ادا کرنے میں یہ نادر موقع ہے۔ کہ احباب ۳۱ جولائی تک ادا کرکے السابقون کے دوسرے دَور میں شامل ہو جائیں پس اب زمیندار اور بیرون ہند اور شہری جماعتوں کے کارکنوں اور افراد کو پوری کوشش سے ۳۱ - جولائی تک روپیہ داخل کرنا چاہیئے۔ تا وُہ حضور کے ارشاد کی تعمیل کرنے والے اور سابقون کے دُوسرے دَور میں آنے والے ہوں

آج کے خطبہ نمبر میں تحریک جدید کے اُن احباب کی فہرست شائع ہو رہی ہے جنہوں نے ۳۰ مئی کو ۳ بجے کے بعد اور ۳۱ مئی کی شام تک اپنا وعدہ مرکز میں منی آرڈر - بیمہ اور چیک کے ذریعہ داخل کر لیا۔ اور ان کے نام بھی شائع ہو رہے ہیں جن کے منی آرڈر ۳۱ مئی کو اتوار کے سبب یکم جون یا ۲ - جون کو ہوئے۔ اور ان کی ادائگی مرکز میں خواہ کسی تاریخ کو ہوئی ہو۔ اب یہ ۳۱ مئی تک کی فہرست مکمل ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ اور ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فہرست دوسری جگہ دی جا رہی ہے۔

فنانشل سکرٹری تحریک جدید

چند انسپکٹران زراعت کی ضرورت

محکمہ زراعت میں چند انسپکٹروں کی فوری طور پر ضرورت ہے۔ جو ایل - سی - یا بی - ایس - سی زراعت پاس ہوں۔ ابتدائی تنخواہ ۵۰ روپے ماہوار علاوہ سفر خرچ ہوگی۔ اور انسپکٹران علی الترتیب ۱۰۰ روپے اور ۱۲۵ روپے تک ترقی کر سکیں گے۔ ملازمت پنشنیبل ہوگی۔ گورنمنٹ کی طرف سے ایک چپڑاسی بھی ملے گا۔ خواہشمند احباب سرنامہ چھوڑ کر اپنی درخواستیں جلد از جلد نظارت ہذا کو بھجوا دیں۔

ناظر امور عامہ سلسلہ احمدیہ - قادیان

ایک مشیر قانونی کی فوری ضرورت

نظارت امور عامہ کو ایک نائب مشیر قانونی کی فوری طور پر ضرورت ہے۔ امیدوار بی - اے ایل - ایل بی ہونا چاہیئے۔ سابقہ تجربہ رکھنے والے کو ...

بیرون ہند اور زمیندار جماعتوں کے مجاہد ۳۱ جولائی تک اپنے وعدے پورے کریں وہ سابقون الاولون کی پہلی فہرست میں ہونگے

فرمایا میں زمیندار دوستوں کو بھی تحریک جدید کی توجہ دلاتا ہوں۔ جنگ کی وجہ سے روز بروز اشیاء کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں۔ کجا تو یہ حال تھا کہ سوا دو روپیہ من گندم بکا کرتی تھی۔ اور کجا اب ہوتے ہوتے چار روپیہ من کے قریب پہنچ گئی" (خطبہ جمعہ ۲ جنوری ۱۹۴۲ء)

اور ابھی چار روپے ... چار روپیہ من سے بھی زیادہ تیز ہوگی۔ (آج کل نرخ للعہ بارہ آنہ من سے زیادہ ہے) اسی طرح گنے کی قیمت بڑھ گیا ہو گئی ہے۔ کپاس کا بھاؤ بھی دوگنے کے قریب ہے"

پس وہ زمیندار جو ترستے تھے اور کہتے تھے۔ کاش ہمارے پاس روپیہ ہوتا۔ اور ہم تحریک جدید میں حصہ لے سکتے۔ اب ان کو بھی خدا تعالیٰ نے موقعہ دیا ہے تو انہیں چاہیئے۔ کہ ان فراخی کے ایام میں فائدہ اٹھائیں۔ اور ثواب کا یہ موقعہ رائگاں نہ جانے دیں بلکہ اگر ہو سکے تو پچھلی کمی کو بھی پورا کرنے کی کوشش کریں۔"

ہر زمیندار جس نے اپنے امام کے حضور عہد کیا۔ وہ اپنے عہد کو یاد کرتے ہوئے اب یہ کوشش کرے کہ اس کا وعدہ ۳۱ جولائی تک ہر حال میں ادا ہو جائے۔ کیونکہ یہ ادائیگی اسے سابقون الاولون کی پہلی فہرست میں شامل کریگی۔ پس وعدہ کرنے والے زمیندار احباب کو اب آرام و چین کا سانس اس وقت لینا ہے جب ۳۱ جولائی تک ان کا وعدہ پورا ہو جائے۔ اسی طرح بیرون ہند کے احباب ۳۱ جولائی تک ادا کرنے والے السابقون الاولون کی پہلی فہرست میں ہونگے انہیں بھی پوری توجہ کرنی چاہیئے۔

سابقون الاولون کا دوسرا دور ۳۱ جولائی ۱۹۴۲ء کو ختم ہو گا

"میں امید کرتا ہوں۔ کہ جو دوست اب تک تحریک جدید کا چندہ ادا نہیں کر سکے۔ وہ جلد سے جلد ادا کرنے کی کوشش کرینگے اول تو کوشش کریں کہ جون میں ہی ان کا چندہ ادا ہو جائے اگر جون میں ادا نہ کر سکیں۔ تو جولائی میں ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اگر جولائی میں ادا نہ کر سکیں تو اگست میں ادا کرنے کی کوشش کریں۔ تا خدا تعالیٰ کے حضور وہ ان لوگوں میں شامل ہو جائیں جو سباق کی روح اپنے اندر رکھتے اور نیکیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔"

"جو دوست سابقون میں شامل ہونا چاہیں۔ وہ مارچ تک اپنے چندے ادا کر دیں۔ جن سے یہ نہ ہو سکے۔ ان کیلئے دوسرا دور جولائی کے آخر تک ہے۔ وہ جولائی کے آخر تک اپنے چندے ادا کر دیں۔"

پس وہ جو اب تک ادا نہیں کر سکے انہیں سابقون کے دوسرے دور کی آخری تاریخ ۳۱ جولائی تک اپنا وعدہ سو فی صدی مرکز میں داخل کرنے کی ابھی سے جد و جہد کرنی چاہیئے۔

خاکسار برکت علی خان فنانشل سیکرٹری تحریک جدید قادیان

تحریک جدید سال ہشتم کے وعدے ۳۱ مئی تک پورے کرنیوالے مجاہدین

ڈاکٹر محمد انور صاحب پیلاں ۵۸/
چوہدری نور احمد صاحب اچھیو شیخوپورہ ۶/
مرزا برکت علی معہ اہلیہ دار العلوم ۲۶/۱۴
مولوی محمد عبد اللہ جلد ساز مسجد فضل ۱۱/۱۲
بھاگ دین صاحب ۵/۵
بابو محمد فاضل اورسیر فیروز پور شہر ۳۵/
" عبد العزیز صاحب ۱۵/۸
مرزا نذیر علی صاحب مسجد اقصیٰ ۷/
عبد الحی صاحب سکندر آباد دکن
۲۱/ معہ سابقہ سال
بابو محمد شریف صاحب ٹیلیفون ایربیٹرا کاڑہ ۸۷/
بابو سردار احمد معہ اہلیہ جولیاں ہزارہ ۹/
خانصاحب مولوی مبارک علی صاحب بوگرہ ۲۵۵/
منشی رحمت اللہ پٹواری راہوں ۲۳/
سیف اللہ خان صاحب صدیقی حیدر آباد دکن ۱۴۵/
سیٹھ محمد غوث ۳۷۰/
محمد اعظم معین الدین ۴۰۰/
احمد علی صاحب ۱۱۰/
محبوب علی صاحب ۷۵/
بیگم بنت سیٹھ محمد غوث ۲۱۰/
عبید النساء اہلیہ حیدر علی صاحب ۴۰/۵
مومن حسین ۳۰/
محمد عبد اللہ صاحب B.S.C. معہ اہلیہ ۱۸/
احمد عبد العزیز صاحب تلاپوری ۶/
حافظ ملک محمد صاحب ۹/۸

محمد حسین معہ اہلیہ چنتہ کنٹہ دکن ۱۰۸/
اہلیہ صاحبہ رسول صاحب ۸/
حسن محمد صاحب ۱۷/
خواجہ معین الدین صاحب حیدر آباد دکن ۱۰/۱۰
راجہ محمد صاحب ۱۷/
خواجہ حسین صاحب ۱۶/
عبد القادر صاحب ۸/۸
وزیر محمد صاحب ورنگل ۵/۳
سید مصطفیٰ حسین صاحب ۱۵/
اہلیہ صاحبہ سید عبد الغنی صاحب ۵/
وحید النساء بیگم صاحبہ بوحامد صاحب ۶/
محمد اسمٰعیل صاحب چنتہ کنٹہ دکن ۱۲/۵۲ معہ سابقہ
محمد اعظم ۴۹/
محمود احمد ۴۹/
رشید احمد ۴۹/
رشیدہ بیگم بنت محبوب علی ۱۲/۴۲
ماسٹر احمد خانصاحب شادیوال گجرات ۵/۱۰
حشمت بی بی اہلیہ میراں بخش دنجوان ۵/۴
اہلیہ بابا اللہ یار ٹھیکیدار مسجد فضل ۷/۴
" سید محمد اشرف صاحب ۷/۸
صفیہ بیگم بنت ڈاکٹر غلام دستگیر ۲۰/ معہ سابقہ
والدہ محمد اسحٰق صاحب دار الفضل ۵/۴
اختر النساء اہلیہ منشی نور محمد صاحب دار الفتوح ۵/
اہلیہ مددخان صاحب مسجد فضل ۵/
شیخ عطاء اللہ کارکن خدام الاحمدیہ ۵/
محمد اشرف صاحب نوشہرہ چھاؤنی ۱۵/
محمود احمد صاحب ۵/۷
نعمت اللہ صاحب ۱۰/
چوہدری فتح محمد صاحب بٹالوی اوورسیر ۳۲/

عبد الرحمٰن صاحب نوشہرہ چھاؤنی ۱۰/
سپاہی عبد اللطیف ۵/
حوالدار عبد الحمید ۶/
شریف احمد ۱۲/
بگلر شرف احمد ۵/۴
نائک حاکم علی صاحب ۵/۲
سپاہی غلام حسین ۵/۱
شیخ نواب الدین صاحب دار البرکات قادیان ۵/۸
شیخ مولا بخش صاحب بینا پور ملتان ۱۵/
" محمد حسین صاحب ۱۰/۴
" محمد اسلم صاحب ۸/۴
مستری محمد اسمٰعیل صاحب ۲۰/
شیخ عبد الحق صاحب اوورسیر معہ اہل و عیال و والدین جیکب آباد ۱۲/
عبد الرحمٰن نمبردار بیری بیٹ ۵/۸
مولوی خیر الدین صاحب ۵/۴
مستری محمد اسمٰعیل راولپنڈی ۵/۸
" محمد یامین ۵/۸
ڈاکٹر غلام حیدر صاحب سول لائن لاہور ۲۶/
رضیہ دلشاد اہلیہ قاضی عبد الحمید ۵/۸
چوہدری رشید احمد صاحب باجوہ ۶/۵
قاضی رشید الدین صاحب سول لائن لاہور ۱۱/
لیفٹیننٹ محمد اشرف سرگودھا ۱۱۰/
ڈاکٹر محمد اعظم ایبٹ آباد ۱۰۰/
ملک گل محمد صاحب دار العلوم ۱۵/
سید عبد الحی معہ اہلیہ آف منصوری ۲۰/
چوہدری فتح محمد صاحب میانوالی ۳۱/
محمد اسمٰعیل دار اپور بیٹ ۶/

خان بہادر ملک صاحب خانصاحب نون ۲۴۰۰/
میاں غلام محمد صاحب اختر لاہور ۲۵۰/
رحمت علی صاحب ۶۵ بہاولپور ۱۷/
چوہدری عبد المجید منیجر الفضل قادیان ۱۵/
حضور کا خطبہ ۹ جنوری ۱۹۴۲ء پڑھکر آپنے اس رقم کے علاوہ ۵۰/ دیئے تھے جزاکم اللہ کیونکہ اس خطبہ میں زیادتی اضافہ کرنے کی ہدایت تھی۔
چوہدری ظہور احمد معہ اہلیہ تعلیم و تربیت ۲۷/
مولوی عطا محمد صاحب دار البرکات ۵/۱۲
قریشی عبد الغنی صاحب معہ اہلیہ ۳۰/
میاں محمد و میاں حسن احمد صاحب دہلی دروازہ۔ لاہور ۳۵/
محمودہ بیگم اہلیہ مولوی عبد الرحیم صاحب نیر ۱۱/
مولوی عبد المغنی خانصاحب معہ اہل و عیال قادیان ۱۳۵/
ماسٹر خیر الدین صاحب امرائتی ۱۹/
حافظ مبین الحق صاحب امرتسر ۱۵/
خلیفہ صلاح الدین صاحب مسجد مبارک ۱۰/
قریشی محمد اکمل صاحب دار الفتوح ۶/
" محمد افضل دار البرکات شرقی ۶/
اہلیہ حسن احمد صاحب لاہور ۱۵/
ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب مشروعہ ۲۴/
حکیم عبد العزیز صاحب معہ اہلیہ فیروز پور شہر ۱۱/۸
ماسٹر محمد اسلم خاں ہائی سکول ۵/۸
اہلیہ حکیم محمد الدین صاحب دار العلوم ۵/
مندرجہ ذیل فہرست جماعت ہیلو لپور سیالکوٹ کی ہے اس جماعت نے ۳۱ مئی کی شام کو خاص آدمی بھیجکر اپنی جماعت کے ہر ایک دوست کا چندہ داخل کرایا۔ وعدہ جماعت ۱۸۴/ تھا جو پورا ہو گیا۔ جزاکم اللہ
اب جو زمیندار جماعتیں نہیں ادا کر سکی ہیں انہیں ہر حال ۳۱ جولائی تک اپنا وعدہ پورا کرنا چاہئے مگر اس کیلئے آج سے ہی ماحول پیدا کریں۔

چوہدری عنایت اللہ صاحب ۳۴/
اہلیہ " مبارک احمد صاحب ۲۱/
" " عنایت اللہ صاحب ۸/
" چوہدری سر محمد ظفر اللہ خانصاحب ۴۰/
محمود احمد پسر چوہدری عنایت اللہ صاحب ۸/
محفوظ الرحمٰن صاحب پسر ۸/
طاہرہ امۃ الحفیظ بنت ۸/
امۃ القیوم صاحبہ بنت ۶/
امۃ السلیم صاحبہ ۶/
(چوہدری ثناء اللہ خانصاحب) والد مرحوم چوہدری عنایت اللہ صاحب ۸/
والدہ صاحبہ مرحومہ ۳۰/
اہلیہ صاحبہ چوہدری بشارت علی ۶/
چوہدری عبد المجید خانصاحب واہنوال ۴۰/۴
" حاکم الدین صاحب دار الفضل ۲۹/
" غلام محمد صاحب ۲۵/
میاں عبد الغنی صاحب لنگیری جگتو ۵/۱۰
میاں رحمت اللہ صاحب ۵/
شاہ محمد ولد فضل الدین شادیوال ۵/
منشی محمد احمد خاں بشیر آباد سندھ ۶/
چوہدری ہدایت خانصاحب کھوکھر مجوروالی گورداسپور ۵/۲
محمد لطیف صاحب فنڈ سوڈان ۳۰/

ملک عطاء اللہ صاحب کوچہ چابک سواراں ۶/
بابو شمس الدین صاحب ۲۶/
حکیم مرزا محمد شفیع صاحب ۵/۱۱
ڈاکٹر بشیر احمد معہ اہلیہ صاحبہ ۱۷/
ملک ہدایت اللہ صاحب پنشنر خوشاب ۵/۱۲
ملک احسان اللہ صاحب ۶/
بابو عبد الرشید صاحب ۱۳/
میاں عزیز حسین صاحب دہلی دروازہ لاہور ۲۶/
اہلیہ صاحبہ ۲۹/
میاں محمد حسین صاحب حجام ۶/۸
ڈاکٹر محمد یعقوب خانصاحب امرتسر ۱۵۰/
سید بہادل شاہ صاحب امیر جماعت ۶/
میاں محمود احمد صاحب امرتسر ۱۰/
ڈاکٹر محمد امین صاحب عامر ۵/۷
بابو نذیر احمد ولد شاہدین امرتسر ۶/۸
رشیدہ بیگم بنت میاں عبد الرشید ۷/
میاں محمد جان صاحب ۲۵/ معہ سابقہ
شیخ عنایت اللہ صاحب ۵/۴
ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب ۵/۵
عبد اللہ صاحب سکاشہا یانیہ عراق ۱۲/
ڈاکٹر احمد الدین صاحب ٹانگا نیکا ٹریٹری ۵۰/
۹ جنوری کا خطبہ پڑھکر آپنے پوری ایک ماہ کی اپنی آمد دیتے ہوئے حضور میں دعا کی درخواست کی کہ میں بفضل خدا ۳۱ دسمبر ۱۹۴۲ء تک سال نہم و دہم کا چندہ ۱۱۰۰ شلنگ بھی ادا کر دونگا۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ اور نعم البدل دے۔ باوجود دیکہ تنخواہ پر آ گئے۔ احباب کو یہ کوشش کرنی چاہیئے بیرون ہند کے احباب جو اب تک

ادا نہیں کر سکے انہیں کوشش کرنی
چاہیئے کہ ۳۱ جولائی تک ادا
کر کے سابقون کی پہلی فہرست میں
شامل ہوں۔

محمد یسین خانصاحب ۸۷/
میاں مظفر الدین صاحب پشاور ۲۵۰/
مولوی خلیل الرحمن ۵/۴
اہلیہ صاحبہ غلام نبی صاحب مگر
شیخ عبدالمالک صاحب ۱۱/
ڈاکٹر قاضی اختر محمود صاحب ۶۰/
مہری بیگم صاحبہ ۸/
چوہدری پیر احمد صاحب ۹۸ شمالی سرگودھا
ملک خدایار صاحب ۵/۸
میاں احمد الدین صاحب ساکن پنڈ ۵۵
لال کھاریاں ۱۳/۱۴ معہ سابقہ
قاری غلام مجتبیٰ صاحب محلہ دارالبرکات ۵
خواجہ غلام نبی صاحب ہرہ دون ۸۶/
بابو عزیز الدین صاحب ظفروال ۱۱/۸
سعیدہ بیگم اہلیہ بابو عبدالعزیز
صاحب فیروزپور ۱۰/
حافظ عبدالواحد صاحب دکاندار
محلہ دارالفضل قادیان ۱۵/
شیخ ناصر احمد صاحب دارالمجاہدین ۱۸/
سید حمید الدین جمشید پور ۱۱/
منشی عبداللہ صاحب ناصر آباد سندھ ۲۵/
" خیر الدین صاحب ۱۳/
حافظ سلیم احمد اتاوی مسجد مبارک ۶/
ڈاکٹر محمد طفیل " اہلیہ دیوانی وال ۲۱/
" صاحبہ مرحومہ والدہ ۵/۷
ملک عبدالرحمن صاحب قصور ۳۷/
چوہدری بشارت علی خانصاحب سرگودھا ۱۳/
ملک مہر الدین صاحب دکاندار ۶/
چوہدری غلام جیلانی خانصاحب ۵/۱
" نعمت علی خانصاحب ۵/۴
محترمہ سردار بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری
محمد علی خاں صاحب مرحوم ۵/۵
سید مبارک علی شاہ صاحب لدھیانہ ۱۹/۸
میاں برکت علی صاحب ۱۰/
سید محبوب علی شاہ صاحب ۹/
شیخ منور الدین صاحب آگرہ ۳۸/۸
ڈاکٹر محمودہ اختر صاحبہ ۱۶/
چوہدری بشیر احمد صاحب ڈپٹی ڈائریکٹر دہلی ۲۵۰/
صوفی غلام اللہ صاحب دہلی ۳۵/
ماسٹر محمد شفیع صاحب ٹیلر ماسٹر ۱۰/۱۲
بابو خلیل الرحمن صاحب معہ اہلیہ ۳۸/۴
چوہدری مقصود علی صاحب ۱۱۵/
امام الدین صاحب سرہند پٹیالہ ۵/۱۰

حبیب احمد صاحب سرہند پٹیالہ ۷/
مولوی احمد الدین گگرالی گجرات ۲۴/
حوالدار غلام احمد " ۱۴/۱۲ معہ سابقہ
چوہدری احمد الدین " ۵/
علی محمد صاحب سکرٹری گوبیکی ۵/۵
امام بخش صاحب ۵/۵
چوہدری محمد منیر صاحب گٹھالیاں ۵/۷
بابو خورشید احمد صاحب گنج لاہور ۶/
چوہدری محمد اکرم صاحب مدرس ۴۹ ج ب ۶/
" حیات محمد صاحب بھاگووال کلاں ۲۵
محمد صدیق صاحب ثاقب موگا ۶/
عبدالرحمن صاحب کراچی ۵/۸
محمد نذیر صاحب میانی نیرا ۵/۴
چوہدری ہدایت اللہ صاحب ۵/۸
" محمد اسمٰعیل صاحب ۵/۱۲
مہر بی بی صاحبہ ۵/
عبدالغفار صاحب شادیوال ۵/۴
منشی غلام محمد صاحب ۵/۴
ملک عبدالرحمن صاحب آسنور ۷/
اللہ لوک صاحب نہال گجرات ۸/۸
مرزا احمد الدین صاحب ۵/۸
غلام یسین صاحب پونہ ۱۱/۴
چوہدری غلام احمد خاں معہ اہلیہ پاکپٹن ۵
منشی مہدی شاہ صاحب بدھو رانجھا ۷/
سلطان احمد صاحب پیر خانہ گجرات ۹/۸
ملک اللہ رکھا صاحب ۱۶/۴
مطاع محمد و عبدالرحمن صاحبان بنگہ ۱۱/۴
اہلیہ میاں روشن الدین زرگر دارالعلوم ۲۴
" ماسٹر غلام محمد صاحب ٹیلر ماسٹر ۵/۹
غلام فاطمہ اہلیہ ملک محمد صدیق صاحب
دکاندار دارالعلوم ۶/
محمد بشیر پسر مولوی غلام حیدر صاحب
سوک کلاں ۴۰/۷ معہ سابقہ
نذیر بیگم بنت " ۴۰/۷
خورشید بیگم بنت " ۴۰/۷
مولوی علی احمد صاحب بھاگلپوری ناصر آباد
آپ دس سال کا چندہ تبلیغ مشت دے چکے
ہیں۔ اب حضور ایدہ اللہ کے خطبہ کے پیش نظر
مزید رقم حضور کے پیش کرتے ہیں۔
مرزا غلام سرور صاحب کوٹلہ مغلاں جالندھر ۷/
اہلیہ ماسٹر عبدالقیوم دارالفضل ۱۲/
" چوہدری نور احمد خانصاحب ۵/۵
ملک محمد بوٹا صاحب شیخ پور گجرات ۵/۱۲
اہلیہ صاحبہ میر نصر اللہ خانصاحب ۷/۸
ملک عمر علی صاحب بی۔اے کھوکھر دارالانوار ۲۴۵
ماسٹر فقیر محمد صاحب دہلی ۵/۲
محمد عبداللہ خان پٹواری
کوٹلہ سیداں سرگودھا ۱۰/

علی بن عبدالقادر صاحب لہریا سرائے ۵۵/
خولہ صاحبہ بنت " ۵/۸
امامہ بنت " ۵/۸
زید بن عبدالقادر صاحب ۵/۸
حمزہ " ۵/۸
انور احمد خاں کالاباغ ۸/
شیخ بشیر احمد معہ اہلیہ میرپور خاص ۲۵/
مستری محمد شریف صاحب جموں کشمیر ۶/۴
چوہدری بہاول بخش ادرحمہ ۶/
ہمشیرہ حکیم انور حسین بلب گڑھ ۵/
مولوی سید برکات حسین ادین مونگیر ۱۲۵
اہلیہ صاحبہ " ۱۵/
صاحبزادی سیدہ محمودہ بیگم شیروانی کوٹ ۴۵/
چوہدری اللہ بخش ۳۳ ج ب لائلپور ۲۰/
ملک سجاد صاحب ۶/۸
چوہدری نور الدین صاحب ۳۳ ج ب لائلپور ۵/۸
" محمد عالم صاحب ۷/
میاں سید عالم صاحب ۵/۸
چوہدری خوشی محمد صاحب ۵/۸
مسٹر غلام سرور صاحب منٹگمری ۵۰/
سید محمد علی شاہ صاحب ۶/۶
چوہدری بہادر جنگ خانصاحب کریام ۱۳/۴
" محمد خاں مدرسہ چٹھہ ۸/۸
" نعمت خانصاحب کریام ۱۰/
" اللہ بخش صاحب مدرسہ چٹھہ ۵/۸
میاں خوشی محمد صاحب ۵/۸
میاں فضل الدین صاحب ۵/
محمد حیات صاحب " ۵/۴
میاں پیر محمد صاحب
" غلام حسین صاحب ۵/۷
ماسٹر فضل الٰہی صاحب وزیر آباد ۱۱/
سید عبدالرشید صاحب ۱۲/
بابو عبدالرحمن صاحب ۷/۸
مولوی دوست احمد خانصاحب کلکتہ ۱۰/
سید عبدالودود صاحب ۶/
سید عبدالشکور صاحب ۹/۸
سیدہ عصمت صاحبہ سیالکوٹ ۳۸/
استانی نذیر بیگم صاحبہ ۲۸/
مکرمہ نور بی بی صاحبہ اہلیہ حیات محمد ۹/۸
استانی محمودہ بیگم صاحبہ ۳۰/
محترمہ فیروزہ بنت قیصر خاں ۵/۲
بابو محمد امین صاحب مرحوم دارالفضل ۷۰/
محترمہ اہلیہ صاحبہ ۲۰/
امۃ النصیر بنت ۲۰/
بچگان ۱۰/
والدہ عبدالغفور صاحب جمونی از
نبی کریم صلعم و مسیح موعود و مولوی اللہ دتا
مرحوم و دختران دارالفضل ۴۰/
اہلیہ صاحبہ میراں اللہ دارالرحمت ۱۵/
رشیدہ بیگم منڈی عنایت خاں
پسرور ۳۵/ معہ سابقہ
غلام محمد چک ۳۶ علی پور لاہور ۵/۴
میاں روشن الدین صاحب
زرگر پنڈی چری ۱۹/
مرزا محمد حسین خاں ٹیلر ماسٹر معہ
والدہ صاحبہ دارالرحمت ۱۰/
اہلیہ شیخ محمد صدیق صاحب بمبئی ۱۰/

ہمشیرہ مرحومہ بھائی محمود احمد دارالرحمت ۵/
وودود احمد پسر " ۵/۱۲
حافظ مسعود احمد پسر " ۸/
صالحہ خاتون دختر " ۶/۱۲
فاطمہ " ۵/۷
صفیہ رشیدہ بشریٰ سلیمہ بچگان ۶/۱۲
چوہدری غلام نبی صاحب کوٹ احمدیاں ۵/۷
" غلام قادر صاحب ۵/۸
حکیم حفیظ الرحمن معہ اہلیہ محمود آباد سندھ ۱۲/۸
سید محمود شاہ معہ اہلیہ منٹگمری ۱۶/۴
سید پیر احمد معہ اہلیہ ہوشیار پور ۱۹/۸
میاں محمد عبداللہ و خیر الدین صاحبان بدوملہی ۹/
میاں دین محمد صاحب بھاٹھانوالہ ۵/
غلام علی معہ اہلیہ میانوالی جالندھر ۱۱/
ملک محمد علی صاحب دہلی ۱۵/
حاجی بلند بخش صاحب راڈکے سیالکوٹ ۹/۶
سلیمان ولد کریم بخش کریم پورہ ۵/۴
میاں منشی صاحب بھٹیاں گوندل ۵/
منشی نیر الدین صاحب مسانیاں ۶/
" محمود احمد صاحب احمد آباد سندھ ۵/۴
مولوی غلام قادر صاحب ۵/۸
چوہدری شکر الدین بن باجوہ ۶/
" محمد الدین ۵/۷
اللہ دتا صاحب گنج منڈی نارووال ۱۱/
سیٹھ آدم اسمٰعیل صاحب کولمبو ۱۱/
چوہدری سردار خانصاحب رجوعہ ۶/
حوالدار رسول بخش صاحب ۱۱/
مسٹر احمد صاحب کلکتہ بنگال ۲۵/
چوہدری محمد جان چک ۱۲ ج ب ۳۱ لائلپور ۶/
" محمد حسین ۸/
آفتاب الدین خاں کیرنگ اڑیسہ ۱۰/
عبدالحق صاحب احمد آباد سندھ ۶/
چوہدری محمود احمد پسر اچک ۹۹ شمالی سرگودھا ۶/۱۲
" جھنڈا خاں اور ابھا گو بٹی سیالکوٹ ۱۰/
" پیر محمد ۱۵۲ بہاولپور ۸/
اہلیہ صاحبہ مولوی عبدالباقی مونگیر ۵/
فیض احمد دیوانی وال کلاں ۱۵/
صاحبزادی سیدہ امۃ الرشید صاحبہ
سلمہا ربہا قادیان ۶۱/
میاں عبدالرحیم احمد صاحب ۶۱/
نانی صاحبہ مرحومہ ۶/
ملک محمد شریف صاحب بیاپور منٹگمری ۸/۸
شیخ عبدالسلام صاحب منور آباد سندھ ۲۵
چوہدری محمد شفیع صاحب گنج عزیز پور ڈوگری ۱۴/
یوسف علی خانصاحب سونگڑہ ۵/۱۲
جمیلہ خاتون مرحومہ ۱۵/
ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب دارالرحمت ۵/
رحیم بی بی آف دنجواں دارالفضل ۵/۸
اہلیہ صاحبہ و بچگان بابو محمد بشیر احمد دہرہ دون ۵/۸
فضل الٰہی صاحب لائلپور شہر ۱۲/
امیر علی صاحب ۷/
مستری محمد صدیق صاحب ۵/۴
ڈاکٹر سید محمد انور شاہ نیروبی ۲۴/ شلنگ

اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر سید محمد انور شاہ نیروبی ۵۰/ شلنگ
ڈاکٹر عبداللہ معہ اہلیہ ۲۰۰/
قاضی محمد منیر صاحب بمبئی ۶۰/ معہ سابقہ
فرخندہ اختر بیگم سید محمود اللہ شاہ ۳۰/
بشریٰ بیگم صاحبہ بنت شیخ عبدالحمید
صاحب آڈیٹر لاہور ۹/
میاں فیروز الدین امرتسری مصری شاہ ۳۰/۴
چوہدری جلال الدین ۱۳۱ ج ب سرگودھا ۱۱/
منصب احمد خاں صاحب کیرنگ ۵/
والدہ صاحبہ یسین خاں ۵/
سردار محمد ڈرگ سندھ ۹/۴
والدہ محمد رفیق صاحب کانپور ۱۳/۸
چوہدری محمد خانصاحب ۴۹ ج ب سرگودھا ۷/
" اللہ دین صاحب بمبئی بانگر ۵/
مولوی نذیر احمد بشر گولڈ کوسٹ افریقہ ۶/۴ شلنگ
" عبدالغفور صاحب معہ اہلیہ میانمیر ۴۲/
صاحبزادہ میاں داؤد احمد صاحب
نوشہرہ چھاؤنی ۵۰/
چوہدری عبداللہ خانصاحب جھمٹ لدھیانہ
" ابراہیم صاحب ۵/۸
بی بی صاحبہ ۵/۸
میاں اللہ رکھا صاحب جانگریا سیالکوٹ ۹/
نفضل احمد صاحب ککھانوالی ۵/۴
جلال الدین صاحب لدیا خاں مری سندھ ۵/۴
ایم عبدالغنی بیپار ٹنگ چک ۱۲۶ ۵/۸
شیخ محمد صدیق صاحب اعربیر کالا جہلم ۵۰/
عمر علی خانصاحب سونگڑہ ۵/۱۰
بابو اللہ داد خانصاحب کراچی ۵۲/
قاضی محمد داحمد صاحب کراچی
۱۰۰/ معہ سابقہ سالوں کے اضافہ کے
چوہدری محمد ابراہیم صاحب سمبڑیال ۳۰/
" محمد عبداللہ ۱۰/
آفتاب احمد صاحب دیوانی وال کلاں ۱۰/
قاضی محمد یوسف ۱۸۶ پونہ ۲۰/
رحمت اللہ صاحب باجوہ بمبئی ۱۵/
سید زین العابدین صاحب منصوری ۳۰/
مستری رحمت اللہ صاحب ۹۷ لائلپور ۵/
میاں جلال احمد منٹگمری ۱۷/
منشی محمد اسمٰعیل معہ اہلیہ منور آباد سندھ ۲۵/۸
چوہدری خوشی محمد ۵۴۳ E.B. ۲۲/
" عبدالکریم صاحب ۵/۲
بہاول بخش صاحب ۵۴۷ ۵/۱۲
سید غلام مجتبیٰ صاحب نکودر جالندھر ۲۰/
بابو نعمت علی صاحب ادرسیر غالب کلاں ۴۰/
محمد ضیاء اللہ معہ اہلیہ لکھنؤ ۱۵۰/
شیخ محمد مسعود احمد صاحب ڈیرہ غازیخاں ۵
میاں معراج دین صاحب ۵/۴
بابو نعمت علی صاحب جبل پور ۷/
مستری جلال الدین صاحب دیال گڑھ ۵/
" محمد الدین صاحب لودھی ننگل ۵/۴
چوہدری محمد سعید صاحب بقاپور ۶/
" شرف الدین صاحب دارا پور بٹ ۱۵/
اہلیہ عبدالرحمن خانصاحب ڈھاکہ بنگال ۶/
ماسٹر صلاح الدین خانصاحب ۶/
محمد طیب اللہ صاحب بھرت پور ۵/۸
علی محمد صاحب مکمیٹ پور ہوشیار پور ۶/
بابو محمد ایوب صاحب معہ اہلیہ دارالرحمت ۱۳/

سید محمود احمد صاحب منصوری احمدیہ ہوسٹل لاہور
مولوی محمد شہزادہ صاحب معہ اہلیہ موجودہ قادیان
آپ خدا کی توفیق سے چندہ اپنی ماہوار آمد
قریباً دو گنا دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نعم البدل دے۔
جن کی آمدنی آپ کے برابر ہے یا اس سے زیادہ
انہیں اپنے قربانی کے معیار کو بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔
ایم حفیظ الرحمن صاحب فاروقی بمبئی ۳۸
چوہدری عبداللطیف صاحب ایجنٹ دارالرحمت
اہلیہ مولوی عبدالرحمن صاحب نور دارالبرکات
ڈاکٹر عمر الدین صاحب معہ اہلیہ گجرات
بابو غلام رسول صاحب ڈلہوزی
چوہدری فیض عالم نمبردار ماہوکے بھگت
شیخ نذر محمد صاحب لائل پور شہر
چوہدری عبدالرحمن صاحب کشمیری
میاں بشیر محمد صاحب
شیخ عبدالرب صاحب مرحوم لائلپور شہر
مستری نذیر محمد صاحب دارالعلوم قادیان
" محمد الدین صاحب ناصر آباد ۵/۸
ماسٹر محمد علی اظہر معہ اہلیہ دارالرحمت ۱۰/
مولوی غلام حیدر صاحب شید کھاریاں
میاں عزیز الدین زرگر بھاٹی گیٹ لاہور
ای احمد صاحب سانان کولم ۸/
شیخ فاطمہ صاحبہ ۸/
شیخ نور الدین صاحب محمو بھنڈار
شیخ رحیم خاں صاحب ۵/
نور ماہی صاحب ڈنگہ گجرات ۵/۸
محمد بن اسرائیل صاحب کیرنگ ۶/
میاں مراد بخش صاحب لدھیانہ
حافظ بشیر احمد صاحب دارالرحمت
راحت افزا بیگم اہلیہ ملک علی محمد صاحب
ادرسیر رحمن پور ۱۰۸/ معہ سابقہ
حسین بی بی صاحبہ سارچور ۵/۴
ڈاکٹر نور الدین صاحب بدوملہی ۶/
نور احمد صاحب سکھوالی ماچھیواڑہ ۵/۷
خواجہ بی بی صاحبہ اہلیہ شیخ حسن صاحب یادگیر دکن
محمد اسمٰعیل صاحب غوری
محمد خواجہ صاحب
محمد الدین پٹواری ہرروتالی ورکان ۱۰/
خان محمد ناصر الدین محمد نگر لاہور ۱۰/
راجہ ممتاز احمد صاحب ۵/
سکینہ بی بی صاحبہ گوجرہ ۵/۵
چوہدری فضل الرحمن صاحب سرسہ ۲۳
میاں سلطان احمد صاحب سنور ۶/
عبدالحلیم صاحب پسر چوہدری ولی محمد دارالعلوم
عبدالحمید " ۶/
شیخ برکت علی صاحب رحیم آباد
ملک عبداللہ صاحب نبہ شیخ پورہ ۵
غلام مصطفیٰ صاحب تیجہ کلاں ۹/۶/۱۱ معہ سابقہ
حکیم اللہ دتا صاحب معہ اہلیہ ڈگانوالی
مستری عبدالعزیز صاحب دارالفضل
بابو فضل محمد صاحب فیروز پور شہر
مستری جلال الدین ۵/۱۱
میراں بخش صاحب سوک کلاں گجرات ۸/
چوہدری عبدالکریم صاحب سول لائن لاہور
ڈاکٹر میر سعید خالد صاحب
چوہدری کرامت اللہ صاحب
مرزا ثناء احمد صاحب
سید فرزند علی

خطبہ نمبر کے خریدار اصحاب کی خدمت ضروری اطلاع

"الفضل" کے خطبہ نمبر مورخہ ۱۷ رجون میں خطبہ نمبر کے ان خریدار اصحاب کی فہرست شائع ہوئی ہے۔ جن کا چندہ ختم ہے۔ یا ۳۰ رجولائی تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ جلد از جلد سالانہ قیمت اڑھائی روپیہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمادیں۔ جو دوست خود رقم ارسال نہ فرمائیں گے ان کی خدمت میں جولائی کے پہلے ہفتہ میں شائع ہونے والا خطبہ نمبر بذریعہ وی۔ پی ارسال ہوگا۔ احباب مطلع رہیں۔

(مینیجر)

داخلہ طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں نئے طلباء کا داخلہ ۱۵ رجولائی ۱۹۴۲ء سے ۲۵ رجولائی ۱۹۴۲ء تک ہوگا۔

درخواست داخلہ ۷ رجولائی ۱۹۴۲ء تک پرنسپل طبیہ کالج کے دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے۔ اور دفتر کی جانب سے مقرر کی ہوئی تاریخ پر امیدوار کو معہ اسناد حاضر ہونا چاہیئے۔ تعداد مقررہ کے پورا ہو جانے کے بعد کسی طالب علم کا داخلہ نہ کیا جائے گا۔ قواعد داخلہ مفت طلب کئے جاسکتے ہیں۔

عطاء اللہ بٹ ایم۔ ڈی پرنسپل

اشتہار بغرض اطلاع عام

ہر خاص و عام و ہر عدالت مجاز کو بذریعہ اشتہار ہذا مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ مسمیان مہر امام بخش قوم جبیتال ساکن موضع بیل تحصیل و ضلع ملتان۔ و شیخ محمد علی ولد شیخ محمد بخش قوم شیخ قانونگوئی حال ساکن ملتان محلہ بستی پیچ تحصیل و ضلع ملتان اولین وقت میں میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ وغیرہ واقعہ ضلع ملتان و ضلع مظفر گڑھ سے میری طرف مختار عام تھے۔ اور ان کو پیروی مقدمات مال و دیوانی ہر قسم و ہر عدالت میں بیان وغیرہ دینے کے اختیارات حاصل تھے۔ عرصہ ہوا نامبردگان عہدہ مذکور (مختار عام) سے برطرف کئے جاچکے ہیں۔ اور اس وقت ان کو کسی قسم کا کوئی اختیار حاصل نہیں۔ کہ میری طرف سے میری جائیداد کے متعلق کسی قسم کے مقدمات مال۔ دیوانی و فوجداری کی پیروی کرسکیں یا کسی قسم کا بیان کسی عدالت مجاز میں دے سکیں۔ چونکہ متذکرہ بالا اصحاب نے مختار نامہ جات تاحال واپس نہیں دیئے۔ احتمال ہوسکتا ہے کہ ان مختار نامہ جات کی بنا پر کسی مقدمہ کی پیروی کریں یا بیان دیویں۔ پس بذریعہ تحریر ہذا برائے اطلاع دہی ہر خاص و عام و ہر عدالت مجاز مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ اشخاص بالا اگر میری طرف سے میرے کسی قسم کے مقدمات مال۔ دیوانی فوجداری وغیرہ جو میری جائیداد یا میری ذات سے تعلق رکھتے ہوں۔ کسی قسم کا بیان دیویں یا پیروی کریں یا لین دین کریں۔ تو ان کی کوئی تحریر یا بیان قابل پذیرائی تصور نہ کیا جائے ۲۶/۶/۴۲

خاکسار ملک عمر علی بی۔ اے۔ دارالانوار قادیان (پنجاب)

وی۔ پی آرہے ہیں!

ہم حسب اعلانات سابقہ یکم جولائی ۱۹۴۲ء کو وی۔ پی ارسال کر رہے ہیں۔ جن اصحاب نے چندہ کی ادائیگی فرمادی ہے۔ یا ادائیگی کا وعدہ فرماتے ہوئے وی۔ پی رکوائے ہیں۔ اُن کے نام وی۔ پی ارسال نہیں ہونگے۔ دوسرے احباب سے گذارش ہے۔ کہ وی۔ پی وصول فرماکر ممنون فرمائیں۔ احباب کو معلوم ہے۔ کہ کاغذ کی سخت گرانی کے باعث ہمیں سخت مشکلات درپیش ہیں۔ اسلئے ہمیں یقین ہے۔ کہ کوئی دوست ایسا نہ ہوگا۔ جو وی۔ پی واپس کرکے دفتر کے نقصان کا موجب ہو۔ جن اصحاب نے وی۔ پی رکوا کر چندہ کی ادائیگی کا وعدہ فرمایا ہے۔ وہ بھی براہ کرم ہماری مشکلات کا احساس فرماتے ہوئے رقم جلد ارسال فرمادیں

(مینیجر)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۲۶ رجون - وزارت پرواز کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ہمارے طیاروں کی ایک بہت بڑی ٹکڑی گذشتہ شب مصروف عمل رہی - یہ مبارجمعیت ایک ہزار سے زائد ہوائی جہازوں پر مشتمل تھی اور اسکی منزل مقصود بریمن تھی جو جرمنی کی دوسری نمبر پر سب سے بڑی بندرگاہ اور غوطہ خور کشتیاں تیار کرنے والے کارخانوں کا سب سے بڑا مرکز ہے بڑے بڑے مرکزوں کو آگ کی لپیٹ میں دیکھا گیا - مگر گھنے بادلوں کی وجہ سے نتائج کو اچھی طرح معلوم نہیں کیا جا سکا - دشمن کے دفاعی استحکامات کو پریشان کرنیکے لئے زیریں علاقہ کے بہت سے ہوائی میدانوں پر شدید حملے کئے گئے - اس مہم میں ہمارے ۵۲ طیارے ضائع ہوئے ٭

ماسکو ۲۶ رجون - سوویٹ نیوز ایجنسی کی اطلاع مظہر ہے کہ سیباسٹپول کے محاذ پر ایک رومانوی اور ۲ جرمن ڈویژن اور پہنچ گئے ہیں ٭

لاہور ۲۶ رجون - سردار کھڑک سنگھ کی راہنمائی میں سنٹرل اکالی دل نے سر سکندر اور سردار بلدیو سنگھ کے معاہدہ کے خلاف صوبہ بھر میں ایک زبردست مہم شروع کرنیکا فیصلہ کیا ہے - جس کا آغاز ۲ رجولائی کو لاہور میں ایک کانفرنس سے کیا جائیگا - اس کے بعد سردار کھڑک سنگھ کی راہنمائی میں سنٹرل اکالی دل کے لیڈروں کا ایک ڈیپوٹیشن مختلف مقامات کا دورہ کرکے کانفرنسوں اور پبلک جلسوں میں تقریریں کرے گا ٭

کلکتہ ۲۶ رجون - مشرق بعید اور برما کی صورت حالات اور صوبہ بنگال کے خطرہ کے پیش نظر اپریل میں مجرموں کی سرسری سماعت کیلئے خاص عدالتیں قائم کرنیکا جو آرڈیننس صوبہ کے ۱۹ اضلاع میں جاری کیا گیا تھا - اب اسے سارے صوبہ میں نافذ کر دیا گیا ہے - اس کے ماتحت خاص جج اور مجسٹریٹ مقرر کر دیئے گئے ہیں ٭

لاہور ۲۶ رجون - اعلان کیا گیا ہے کہ ایک صوبہ سے دوسرے صوبہ میں یا ایک صوبہ سے کسی ریاست میں یا کسی ریاست سے کسی صوبہ میں گندم اور اس سے پیدا شدہ اشیاء سڑک یا دریا کے ذریعہ لے جانے پر جو پابندیاں عائد تھیں انہیں دور کر دیا گیا ہے - لہذا اب اجازت ناموں کیلئے درخواستیں کرنا ضروری نہیں - البتہ ریل کے ذریعہ گندم وغیرہ بھیجنے پر پابندیاں جاری رہینگی ٭

قاہرہ ۲۷ رجون - سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ دشمن کے ایک ہوائی جہاز نے نہر سویز میں برطانوی جہازوں پر حملہ کرنیکی ناکام کوشش کی - مگر برطانوی لڑاکے ہوائی جہازوں نے اسے سمندر میں گرا لیا - اس جہاز کے دو آدمی بچ سکے جنہیں قیدی بنا لیا گیا - جنرل رومیل کی پیش قدمی کا مصر پر خاص اثر ہوا ہے چنانچہ جنگ نے جو نئی صورت اختیار کی ہے اس کے متعلق غور کرنیکے لئے شاہ فاروق نے مصری وزارت کا فوری اجلاس طلب کیا ہے جس میں جنگ کے متعلق مصر کی پوزیشن پر غور کیا جائیگا ٭

لنڈن ۲۷ رجون - آج لنڈن میں انکشاف کیا گیا ہے کہ امریکہ کی ہوائی فوجوں کا عملہ انگلستان میں پہنچ گیا ہے اور امریکہ کے ہوائی جہاز جرمنی پر بمباری میں حصہ لے رہے ہیں ٭

لنڈن ۲۷ رجون - آسٹریلین اخبار "سمتھس ویکلی" نے یہ انکشاف کیا ہے کہ کس طرح جرمن جہاز "ہال" نے ملبورن - سڈنی اور برلین میں اسلحہ جات کی پیٹیاں اور خفیہ تقسیم کیلئے پروپیگنڈا کے اشتہارات پھینکے - اسی اخبار نے مزید یہ بھی بتایا ہے کہ اگر اینٹی نازی جرمن نیشنل کے سرکردہ رکن کارل جرک نے حکام کو جو بتایا ہے درست ہے تو یقین کرنا پڑے گا کہ پورے آسٹریلیا کے ففتھ کالسٹوں کے پاس اسوقت ہزار ہا رائفلیں - ریوالور - آٹومیٹک پستولیں اور بارود موجود ہے - بیان کیا جاتا ہے کہ کارل جرک جہاز "ہال" پر تین سال تک ملازم رہا ٭

واشنگٹن ۲۷ رجون - جاپانی آبدوزوں کے روسی جہاز پر حملے اور غرقابی کی ماسکو ریڈیو کی سرکاری اطلاع پر تبصرہ کرتے ہوئے "نیویارک ٹائمز" کے واشنگٹن کے نامہ نگار نے بیان کیا ہے کہ ماہرین کا خیال ہے - کہ دونوں حکومتوں کے درمیان ایسے بہت سے واقعات ہو چکے ہیں اور آج حالات کی نزاکت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ زیادہ دیر تک خاموش نہیں رہا جا سکتا ٭

دہلی ۲۸ رجون - حکومت ہند نے فیصلہ کیا ہے - کہ دوران جنگ میں مرکزی اسامیاں عارضی طور پر پُر کی جائیں - تاکہ جنگ کے بعد ان کا پچاس فیصدی حصہ ان لوگوں کے لئے مخصوص کیا جائے - جنہوں نے جنگی خدمات انجام دیں ٭

لاہور ۲۷ رجون - سردار دسوندھا سنگھ کی جگہ وزارت ترقیات کا قلمدان سردار بلدیو سنگھ کے حوالے کر دیا گیا ہے اور انہوں نے حلف اٹھا لیا ہے ٭

پشاور ۲۷ رجون - افغانستان میں امریکہ کے فوجی اتاچی میجر گورڈن ایمرسن کابل روانہ ہو گئے ہیں ٭

ڈھاکہ ۲۶ رجون - اس وقت تک ۵۷۷ گرفتاریاں ہو چکی ہیں ٭

کٹک ۲۶ رجون - مسٹر بسوا ناتھ داس سابق وزیر اعظم اڑیسہ کے خلاف ڈیفنس آف انڈیا رولز کے ماتحت مقدمہ چلانے کی منظوری دی گئی ہے ٭

لنڈن ۲۶ رجون - یورپ میں دوسرا محاذ قائم کرنے اور فرانس میں اتحادی فوجوں کی بھاری تعداد اتارنے کے متعلق مقبوضہ فرانس میں بہت چرچا ہو رہا ہے - جرمن ہائی کمانڈ نے حکم دیا ہے کہ میجنو لائن کی جس کا کچھ حصہ گرا دیا گیا تھا - مرمت کی جائے اور تمام ڈیفنس مضبوط کیا جائے ٭

لنڈن ۲۷ رجون - طبروق کی شکست کے پہلے تاثرات جن کا نتیجہ عدم اعتماد کی متعدد تحریکوں کی صورت میں رونما ہوا تھا - سرد پڑ گئے ہیں - عدم اعتماد کی تحریکوں کے نوٹس دینے والوں میں کئی ایک کا جوش کم ہو گیا ہے ٭

لاہور ۲۷ رجون - اکالیوں اور نامدھاریوں میں کچھ عرصہ سے سمجھوتا چلا آتا ہے لیکن سکھ حلقوں میں یہ کہا جا رہا ہے کہ اب ان کے درمیان اندر ہی اندر کچھ گڑبڑ ہے - کہا جاتا ہے کہ اکالیوں کی دھارمک سوسائٹی نامدھاریوں کے خلاف پروپیگنڈا کر رہی ہے اور شرومنی کمیٹی پر زور دیا جا رہا ہے - کہ سردار آتما سنگھ نامدھاری کو شرومنی کمیٹی سے نکال دیا جائے اور نامدھاریوں کو غیر سکھ قرار دیا جائے - ۲۸ رجون کو شرومنی کمیٹی کی میٹنگ میں یہ معاملہ زیر بحث آنے والا ہے ٭

ماسکو ۲۷ رجون - روسی فوج محاذ خارکوف کے بنمیا تک والے حصہ سے کامیابی کے ساتھ منظم طور پر نئے مورچوں پر ہٹ آئی ہے - محاذ کے دوسرے حصوں میں کوئی تبدیلی واقعہ نہیں ہوئی ٭

لنڈن ۲۷ رجون - ماسکو ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ خارکوف کے محاذ پر عدیم المثال خونریز جنگ ہو رہی ہے - روسی ٹینکوں کی مدد سے جوابی حملے کر رہے ہیں دشمن کے سلسلہ رسد رسانی کو پراگندہ کیا جا رہا ہے اور اس کی فوج کو تھکایا جا رہا ہے ٭

قاہرہ ۲۷ رجون - مشرق وسطیٰ کا اعلان مظہر ہے کہ کل محوری فوج - برطانوی فوج کی کوئی بڑی جھڑپ نہیں ہوئی عقب کی حفاظت کرنے والی فوج دن بھر دشمن کے ہراول سے مصروف جنگ رہی شام کیوقت محوری فوج ایک مقام پر پہنچ گئی تھی - جو مرسا مطروح سے مغرب کی طرف پندرہ میل کے فاصلہ پر ہے ٭

احمد آباد ۲۷ رجون - کھانڈ مہنگی فروخت کرنیکی وجہ سے اسوقت تک پانچ دوکاندار گرفتار کئے جا چکے ہیں ٭

لنڈن ۲۷ رجون - مسٹر چرچل طیارہ کے ذریعہ ہی امریکہ گئے تھے - اور طیارہ کے ذریعہ ہی واپس آ گئے ہیں ٭

کراچی ۲۷ جون - پولیس نے آج کھانڈ کی چودہ سو بوریاں ضبط کر لیں ضبطی کی یہ کارروائی ضوابطہ دفاع ہند کے ماتحت کی گئی ضبطی کا حکم کنٹرولر آف سول سپلائز نے صادر کیا - کیونکہ انہیں یقین ہو گیا تھا کہ ان بوریوں کے مالک کھانڈ کا ذخیرہ کر رہے ہیں

لکھنؤ ۲۷ جون متعامی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ایک حکم جاری کیا ہے جس میں گندم نخود اور شکر بیچنے والوں کو متنبہ کر دیا گیا ہے - کہ اگر سرکار کے مقرر کردہ نرخوں کے مطابق ان اجناس کا نرخنامہ کسی دوکاندار نے اپنی دوکان پر نہ لگایا - تو اسے گرفتار کر لیا جائیگا ٭

بنگلور ۲۷ جون موثق طور پر معلوم ہوا ہے - کہ جنوبی ہند کی فوج کو بسرعت تمام تربیت دے کر اس قابل بنایا جا رہا ہے - اگر دشمن سرزمین ہند پر اترنے کا اقدام کرے - تو وہ اس کا مقابلہ کر سکے۔

لنڈن ۲۷ جون معلوم ہوا ہے کہ جمعہ کی رات کو چند جرمن طیارے برطانیہ کے مشرقی ساحل کی طرف سے اندرون ملک پہونچے - اور ایسٹ انگلیا کے ایک قصبہ پر بمباری شروع کر دی - جس سے متعدد مقامات پر آگ لگ گئی - حملہ ایک گھنٹہ تک جاری رہا

لنڈن ۲۷ جون کل بادشاہ اور ملکہ نے بلفاسٹ کے مقام پر مامور امریکی فوج کا معائنہ کیا - بلفاسٹ میں السٹر کے گورنر وزیر اعظم اور دوسرے ممتاز اشخاص نے خیر مقدم کیا۔

لنڈن ۲۷ رجون - مسٹر چرچل نے برطانیہ اور امریکہ کی مصنوعات جنگ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اتحادی اقوام کے درمیان ایسا مخلصانہ اور تفصیلی معاہدہ پیشتر کبھی نہیں ہوا تھا - جیسا اب ہوا ہے - آبدوزیں مال بردار جہازوں کو بدستور شدید نقصان پہنچاتی رہیں گی لیکن صدر روز ویلٹ کے ساتھ گفت و شنید کے نتیجہ میں امریکہ اور برطانیہ کی بحری طاقتیں اس نقصان میں مزید کمی کر دیں گی - واشنگٹن میں فوجی مشیروں سے جو گفت و شنید ہوئی اس کے نتیجہ میں روس پر حملہ کی شدت کا رخ بدل جائیگا - گذشتہ دسمبر کی نسبت اب حالات فتح کے لئے زیادہ سازگار ہیں۔

لنڈن ۲۷ رجون - آج سیباسٹپول کے تمام محاذ پر جنگ شدت کیساتھ جاری رہی - جرمنوں نے شمالی مشرقی حصہ کی قلعہ بندیوں میں شگاف ڈال دیا تھا لیکن جوابی حملہ میں روسی فوج نے ان کو پیچھے ہٹا دیا - اب اکا دکا اطالوی کمپنیوں سے کام لے رہے ہیں

واشنگٹن ۲۷ رجون - مسٹر چرچل نے توقع ظاہر کی کہ لیبیا میں دشمن کی کامیابی عارضی ہے ہم مصر میں دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی ٭